علیؑ مولود کعبہ
نشرواشاعت:
تحفظ عقائد تشیع ٹیم

بسم الله الرحمن الرحیم الحمد لله رب العالمین،والصلاۃ والسلام علی خیر خلقه و أفضل بریته محمد و عترته الطاهرین،واللعن الدائم علی أعدائهم أجمعین الی یوم الدین

علی مولود کعبہ

تیرہویں ماہِ رجب سن تیس عام الفیل سے

لب پے دیوارِ حرم کے مرتضیٰ کی بات ہے

اوجؔ اعظمی

قلم: سید ابوِ ہشام نجفی

ترتیب: علی ناصر

نشر و اشاعت: تحفظ عقائد تشیع ٹیم

اللہ سبحانہ تعالی نے اپنے ولی کامل اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے خلیفہ برحق و بلافصل کی ولادت کے لئے اپنے پاک و پاکیزہ گھر بیت اللہ الحرام کا انتخاب کیا وہ گھر جس کی تعمیر اس کے حکم سے خلیل اللہ ابراہیم و ذبیح اللہ اسماعیل علیہما السلام نے کی جس گھر کی عظمت و تکریم کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعَالَمِينَ ﴿٩٦ - ٣﴾

بے شک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کو مقرر ہوا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور سارے جہان کا رہنما۔

قابل غور امر یہ ہے کہ روح اللہ عیسی ابن مریم علیہما السلام کی ولادت کے موقع پر اللہ سبحانہ تعالی نے مریم سلام اللہ علیہا کو بیت المقدس سے چلے جانے کا حکم دیا مگر مادر امیرالمومنین علیہما السلام کے لئے بیت اللہ کی دیوار نے مسکراکر راستہ بنادیا، کائنات میں یہ شرف صرف آپ کو حاصل ہے ،نہ آپؑ سے پہلے کوئی مولود کعبہ تھا اور نہ آپؑ کے بعد کوئی اس پاکیزہ گھر میں پیدا ہوگا۔

شاز و نادر منافقین کو چھوڑ کر تمام امت کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ علیہ السلام کی جائے ولادت کعبہ ہے، اہل بیت علیہم السلام کی روایات سے اخذ شیعیان حیدر کرار علیہ السلام کا یہ مسلم عقیدہ ہے اور سلف سے خلف تک تمام علماء رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے تسلیم کیا ہے بلکہ یہ بات ہمارے یہاں فوق تواتر سے ثابت ہے، بعض علمائے کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تحقیق کو قارئین کرام کی نظر کرتے ہیں۔

1 شیخ صدوق علیہ السلام :

آپ نے ایک مستقل کتاب اس موضوع پر لکھی تھی (مولد مولانا علي علیہ السلام بالبیت) اس کا ذکر ابن طاووس علیہ الرحمہ نے کیا ہے۔

اليقين باختصاص مولانا علي عليه السلام بإمرة المؤمنين، ، ص: 191

اس علاوہ بھی آپ کی کتاب العلل وغیرہ میں تفصیلي روایات موجود ہیں۔

2 شیخ مفید علیہ الرحمہ :

ولد بمكة في البيت الحرام يوم الجمعة الثالث عشر من رجب سنة ثلاثين من عام الفيل ولم يولد قبله ولا بعده مولود في بيت الله تعالى سواه إكراما من الله تعالى له بذلك وإجلالا لمحله في التعظيم

الإرشاد في معرفة حجج الله علي العباد ج 1 ص 5

(آپ علیہ السلام) کی ولادت مکہ مکرمہ میں بیت الحرام میں بروز جمعہ 13 رجب 30 عامل الفیل کو ہوئی نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کی ولادت بیت اللہ میں نہیں ہوئی یہ اللہ سجانہ تعالی کی طرف سے آپ کے اکرم و تعظیم کے سبب تھا ۔

3 جامع نہج البلاغہ سید اجل رضی علیہ الرحمہ :

ولد ع بمكة في البيت الحرام لثلاث عشرة ليلة خلت من رجب بعد عام الفيل بثلاثين سنة و لا نعلم مولودا ولد في الكعبة غيره.

خصائص الأئمة، ص 39۔

4 شیخ الطائفۃ طوسی علیہ الرحمہ :

وُلِدَ بِمَكَّةَ فِي الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ رَجَبٍ بَعْدَ عَامِ الْفِيلِ بِثَلَاثِينَ سَنَة

تهذيب الأحكام، ج 6 ص 19

5 ابن شہرآشوب علیہ الرحمہ :

ليس المولود في سيد الأيام يوم الجمعة في الشهر الحرام في البيت الحرام سوى أمير المؤمنين عليه السلام.

مناقب آل أبي طالب، ج 2 ص 200،

یہ بعض شیعہ علماء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تحقیق تھی۔

اہل سنت کے یہاں بھی یہ امر مسلم ہے بعض نواصب کو چھوڑ کر کسی نے بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کیا

غلام مصطفی امن پوری نے حسب عادت اس فضیلت کو رد کرنے کی کوشش کی ہے اپنے ماہنامہ السنۃ در حقیقت البدعہ میں ایک موضوع اس حقیقت کے انکار کے طور پر لکھا :

/http://mazameen.ahlesunnatpk.com/moulood-e-kaaba

خارجی ناصبیوں کی بدنام زمانہ اور جھوٹ کی ٹکسال محدث فارم نامی ویب سائٹ پر اس حقیقت کے انکار کے لئے بہت کچھ جھوٹ و فریب پھیلایا گیا

اسحاق ناصبی نے سعید مجتبی سعیدی ناصبی کا ایک مضمون (مولود کعبہ حضرت حکیم بن حزام) چسپاں کیا:

https://forum.mohaddis.com/threads/%D9%85%D9%88%D9%84%D9%88%D8%AF-%DA%A9%D8%B9%D8%A8%DB%81-%D8%AD%D8%B6%D8%B1%D8%AA-%D8%AD%DA%A9%DB%8C%D9%85-%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%B2%D8%A7%D9%85-%D8%B1%D8%B6%DB%8C-%D8%A7%D9%84%D9%84%DB%81-%D8%AA%D8%B9%D8%A7%D9%84%DB%8C%D9%B0-/%D8%B9%D9%86%DB%81.38079

اس کے سوا اور بھی کئی ناصبیوں کے مضامین موجود ہیں مگر کوی دلیل نہیں دی گئی بلکہ ایک دوسرے کا تھوکا ہوا ہی چاٹا گیا ہے، ناصبیوں نے پوری کوشش کی کہ کسی طرح اس فضیلت کا امیرالمومنین علیہ السلام کے حق میں انکار کر کے اسے حکیم بن حزام نامی شخص کے حصہ میں ڈال دیں۔

ناصبیوں نے اپنے ہی بنائے ہوئے قوانین توڑ کر فقط و فقط بغض امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہما السلام میں حکیم کو مولود کعبہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے

امن پوری نے دو روایت نقل کیں جن میں امیرالمومنین علیہ السلام کا کعبہ میں پیدا ہونا مذکور تھا، ان کی سند پر کلام کرنے کے بعد لکھتا ہے:

"رہی مؤرخین کی تصریحات،تو وہ بھی اس کے بالکل خلاف ہیں،وہ سب یہی کہتے ہیں کہ سیدنا حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ پہلے اور آخری مولودِ کعبہ ہیں۔

الحاصل : سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا کسی معتبر دلیل سے ثابت نہیں۔اس بارے میں کوئی صحیح و صریح روایت ذخیرۂ حدیث میں موجود نہیں"۔

ناصبی کو چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے دعوے کی دلیل میں کسی مؤرخ کا قول نقل کرتا ،مگر خود جانتا تھا کہ کوی ایک قول بھی اس کے باطل دعوے کی دلیل نہیں بن سکتا.

ناصبی نے کسی مورخ کا قول نقل نہیں کیا، البتہ سعید مجتبی سعیدی نے اپنے موقف کی تائید میں کئی مردود قول نقل کئے ہیں لکھتا ہے:

حکیم بن حزام کے متعلق لکھا ہے :

(واقعہ فیل سے بارہ تیرہ برس قبل آپ کی ولادت کعبہ مشرف کے اندر ہوئی،اور یہ ایک ایسی منفرد اور بے نظیر خصوصیت ہے جو پوری کائنات میں آپ کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں)،پھر لکھتا ہے:(شیعہ حضرات امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دعوی کرتے ہیں کہ انکی بھی ولادت کعبہ میں ہوئی تھی،مگر کسی مستند حوالے سے ان کے بارے میں یہ بات پایہ ثبوت کو نہیں پہنچ سکی)۔

(احمق ناصبی نے یہ دعوٰی بھی بغیر دلیل کے کیا، حق تو یہ تھا کہ ہماری کتب احادیث سے امیرالمومنین علیہ السلام کی کعبہ میں ولادت کے متعلق تمام روایات کو ہمارے اصولوں پر جانچ کر رد کرتا علماء کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال و انکی تحقیقات کو اصولوں سے رد کرتا اور پھر یہ دعوٰی کرتا کہ شیعہ حضرات کے پاس کوی مستند دلیل نہیں، مگر بے حیا نے نہ کوی حدیث رد کی نہ علماء کرام رضواناللہ علیہم

اجمعین کے اقوال کو رد کیا بلکہ اپنی طرف سے یہ جھوٹ لکھ دیا کہ ہمارے پاس مستند حوالہ نہیں، احمق کو بتاتے چلیں یہ جو ہم تمہاری کتب سے استدلال کرتے ہیں یہ تم پر حجت قائم کرنے کے لیے ہے، جیسے مسلمان غیر مسلموں کی کتب سے ان پر حجت قائم کرتے ہیں اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ مسلمان ان کی کتب کو معتبر مانتے ہیں یا مسلمانوں کے پاس اپنی کتب نہیں، بلکہ ان کا یہ عمل بطور قاعدہ الزام کے ہے کہ مقابل کو اس کی ہی کتابوں سے قائل کیا جا سکے، اتنی چھوٹی سی بات ان ناصبیوں کے دماغ میں نہیں گھستی!)

ابن حزام کی کعبہ میں ولادت کے متعلق دلائل پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے :

1۔امام مسلم بن حجاجؒ کی شہادت:۔

امام موصوف اپنی مایہ ناز کتاب " صحیح مسلم "میں فرماتے ہیں۔

وُلِد حكيم في جوف الكعبة ، وعاش مئة وعشرين سنة . (باب ثبوت اخيار المجلس للمتبايعين 10/176)

کہ حکیم بن حزام کی ولادت کعبہ مشرفہ کے اندر ہوئی اور انہوں نے ایک سو بیس سال عمر پائی۔

2۔امام سیوطی کی شہادت مولدہ :وُلِد حكيم في جوف الكعبة

(تدریب الراوی طبع جدید2/358)

3۔وُلِد حکیم في جوف الکعبۃ(ریح النسرین للسیوطی ص49) کہ حکیم کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔

4۔امام نوویؒ کی شہادت:۔

امام موصوف شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

ومن مناقبه أنه ولد في الكعبة! قال بعض العلماء ولا يعرف أحد شاركه في هذا

کہ حکیم بن حزام کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ "کوئی دوسرا شخص اس خصوصیت میں ان کا شریک نہیں۔"

5۔ "وُلِد حَكِيم بن حزام رضي الله عنه ولد فِي جَوف الْكَعْبَة ، وَلَا يعرف أحد ولد فِيهَا غَيره ، وَأما مَا رُوِيَ عَن عَلّي رَضي اللهُ عَنهُ أَنه ولد فِيهَا فضعيف)تہذیب الاسماء اللغات للنووی 166/1(

کہ حکیم کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی کوئی دوسرا شخص اس کے اند مولود نہیں ہوا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو یہ بات بیان کیجاتی ہے۔ تو یہ قول اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

6۔ قَالَ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ: كَانَ مَوْلِدُ حَكِيمٍ فِي جَوْفِ الْكَعْبَة)تدریب 2/359 وتہذیب 2/448(

7۔ سمعت علي بن غنام العامري يقول:(ولد حكيم بن حزام في جوف الكعبة دخلت أمه الكعبة فمخضت فيها فولدت في البيت(المستدرک للحاکم 3/482(

ان دونوں قولوں کا مفہوم بھی یہی ہے کہ حکیم بن حزام کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔

8۔ مصعب بن عبد اللہ کہتے ہیں۔

وَكَانَتْ وَلَدَتْ ... مَا كَانَ تَحْتَهَا مِنَ الثِّيَابِ عِنْدَ حَوْضِ زَمْزَمَ ، وَلَمْ يُولَدْ قَبْلَهُ ، وَلا بَعْدَهُ فِي الْكَعْبَةِ أَحَدٌ)المستدرک للحاکم 3/483(

کہ ان کی والدہ انھیں کعبے کے اندر جنم دیا۔ ان سے پہلے اور بعد کوئی بھی کعبہ کے اندر پیدا نہیں ہوا۔

اس پر امام حاکم لکھتے ہیں کہ کہ اس آخری بات میں مصعب کو وہم ہوا۔ متواتر روایات سے ثابت ہے کہ امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب کی بھی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی تھی۔(ملاحظہ ہو المستدرک 3/483)

9۔ قال شیخ الاسلام:۔

ولا يعرف ذلك لغيره. وأما ما روي أن عليا ولد فيها فضعيف)تدریب الراوی 360/2(

شیخ الاسلام فرماتے ہیں:۔ کہ یہ خصوصیت ان کے علاوہ کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔مستدرک میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو منقول ہے وہ ضعیف ہے۔

10۔ابن عبد البرؒ کی شہادت:۔

آپ فرماتے ہیں: کہ حکیم کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔(الاستعیاب 363/1)

11۔ ولد حكيم فى جوف الكعبة، ولا يُعرف أحد ولد فيها غيره، وأما ما روى أن على بن أبى طالب، رضى الله عنه، ولد فيها، فضعيف عند العلماء) . عنوان التحابہ ص62(

کہ حکیم کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی اور کوئی دوسرا شخص اس خصوصیت میں ان کا شریک نہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ اہل علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

12۔ حکیم بن حزام یقول ولدت قبل قدوم أصحاب الفیل بثلاث عشرۃ سنۃ(خلاصہ تہذیب الکمال ص90)

کہ حکیم کی ولادت عام الفیل سے تیرہ برس قبل کعبہ کے اندر ہوئی۔

https://forum.mohaddis.com/threads/%D9%85%D9%88%D9%84%D9%88%D8%AF-%DA%A9%D8%B9%D8%A8%DB%81-%D8%AD%D8%B6%D8%B1%D8%AA-%D8%AD%DA%A9%DB%8C%D9%85-%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%B2%D8%A7%D9%85-%D8%B1%D8%B6%DB%8C-%D8%A7%D9%84%D9%84%DB%81-%D8%AA%D8%B9%D8%A7%D9%84%DB%8C%D9%B0-/%D8%B9%D9%86%DB%81.38079

یہ چند ناصبیوں کے اقوال تھے جو اس نے بطور استدلال تحریر کیا ہے۔

ان کا مختصر جواب یہ ہے کہ مسلم سے لیکر سیوطی تک کسی بھی ناصبی نے اپنے موقف کی تائید میں کوئی روایت پیش نہیں کی جس کی سند کسی صحابی یا تابعی تک جاتی ہو بلکہ سب نے مکھی پر مکھی ماری ہے، جب ان کے موقف کے خلاف کوئی بات ہو تو یہ سند کے پجاری سند سند کا رونا شروع کر دیتے ہیں اور بات جب اپنے مزاج کی ہو تو نہ اب سند کی کوئی ضرورت نہ راویوں کی تحقیق کی ضرورت ہے بلکہ اصل مقصد یہ ہے کہ مقام امیرالمومنین علیہ السلام کو کسی طرح گھٹایا جا سکے، ان خارجیوں کو چیلنج ہے کہ فقط ایک متصل صحیح سند نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم یا کسی صحابی یا تابعی تک دکھا دیں جس میں ابن حزام کے کعبہ میں پیدا ہونے کا ذکر ہو یہ جماعت جہنم واصل ہو جائے گی مگر ایک صحیح سند حدیث یا صحابی و تابعی کا قول نہیں دکھا سکتی جس سے ان کے موقف کی تائید ہو۔

اور اگر حجت علماء کے اقوال ہیں تو جتنے اقوال ابن حزام کی پیدائش کے متعلق ہیں اس سے کہیں زیادہ تصریحات امیرالمومنین علیہ السلام کے متعلق ہیں بعض علماء اہل سنت کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

1 معروف مؤرخ ابو الحسن علی بن الحسین شافعی المسعودی المتوفی 346

اپنی مشہور زمانہ کتاب مروج الذہب میں لکھتے ہیں

وكان مولده في الكَعبة .

اور آپ (علیہ السلام) کعبہ میں پیدا ہوئے

مروج الذهب، ج 2 ص 273

2 مؤرخ اسلام علامہ سبط ابن جوزی حنفی المتوفی 654

وروي أن فاطمة بنت أسد كانت تطوف بالبيت وهي حامل بعلي (ع) فضربها الطلق ففتح لها باب الكعبة فدخلت فوضعته فيها .

روایت کی گئی ہے کہ فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کا طواف کر رہی تھیں جبکہ علی (علیہ السلام) ان کے شکم میں تھے . انہیں درد زہ شروع ہوا تو ان کے لئے کعبہ کے دروازے کھل گئے پس وہ اندر داخل ہوئیں اور وہیں علی (علیہ السلام) پیدا ہوئے۔

تذكرة الخواص، ص 10

3 شيخ الشافعية شرف الدين ابي محمد عمر بن شجاع الدين محمد بن عبد الواحد الموصلي المتوفی 657

ومولده في الكعبة المعظمة، ولم يولد بها سواه .

اورآپ (علیہ السلام) کی جائے ولادت کعبہ معظمہ ہیں اور وہاں آپ کے سوا کوئی اورپیدا نہیں ہوا ۔

النعيم المقيم لعترة النبأ العظيم، ص 55

4امام اہل سنت ابو عبداللہ محمد بن یوسف الشافعي الكنجى المتوفى 658

ولد أمير المؤمنين علي بن أبي طالب بمكة في بيت الله الحرام ليلة الجمعة لثلاث عشرة ليلة خلت من رجب سنة ثلاثين من عام الفيل ولم يولد قبله ولا بعده مولود في بيت الله الحرام سواه إكراما له بذلك ، وإجلالا لمحله في التعظيم .

امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب (علیہما السلام) مکہ مشرفہ میں داخل بیت الحرام شب جمعہ تیرا رجب سنہ تیس عامل الفیل کوپیدا ہوئے، اور نہ آپ سے پہلے کوی وہاں پیدا ہوا اور نہ آپ کے بعد کوئی پیدا ہوگا، یہ آپ کے اکرام، جلالت و تعظیم کے سبب تھا

كفاية الطالب، ص 405-406

5الامام الكبير المحدث، شيخ المشائخ، صدرالدين ،الأوحد الأكمل، فخر الاسلام، صدرالدين إبراهيم بن المؤيد بن حمويه الخراساني المتوفي 722

جن کے سبب غازان خان منگول بادشاہ نے اسلام قبول کیا

روي أنها لما ضربها المخاض اشتد وجعها فأدخلها أبوطالب الكعبة بعد العتمة فولدت فيها علي وقيل لم يولد في الكعبة إلا علي.

اور روایت کی گئی ہے کہ جب ان کا وضع حمل کا وقت قریب آیا درد زہ میں شدت ہوئی تو (حضرت) ابو طالب (علیہ السلام) ان کو اول شب میں وارد کعبہ کیا جہاں علی (علیہ السلام) کی ولادت ہوئی، کہا گیا ہے کعبہ میں آپ کے سوا کسی اور کی ولادت نہیں ہوئی

فرائد السمطین، ج1، ص425-426

6 محدث الحرم جمال الدین محمد بن یوسف الزرندي الحنفی المتوفی 750

وولد كرم الله وجهه في جوف الكعبة

آپ کرم اللہ وجہ کعبہ کے اندرپیدا ہوئے

معارج الوصول، ص49

نیز اپنی دوسری کتاب میں لکھتے ہیں

وأمه فاطمة بنت أسد ابن هاشم بن عبد مناف وهي أول هاشمية ولدت لهاشمي روي انه لما ضربها المخاض أدخلها أبو طالب الكعبة بعد العشاة فولدت فيها علي بن أبي طالب .

آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ہیں اور وہ اول ہاشمی خاتون تھیں جنہوں نے ہاشمی بچے کو جنم دیا روایت ہے کہ جب انکو درد زہ ہوا تو ابو طالب (علیہ افضل السلام) نے ان کو عشاء کے بعد وارد کعبہ کیا جہاں آپ (علیہ السلام)کی ولادت ہوئی

نظم درر السمطین، ص76

7 نور الدين علي بن محمد المعروف بابن الصباغ المالكي المتوفی 855

ولد علي (عليه السلام) بمكة المشرفة بداخل البيت الحرام في يوم الجمعة الثالث عشر من شهر الله الأصم رجب الفرد سنة ثلاثين من عام الفيل قبل الهجرة بثلاث وعشرين سنة ، وقيل بخمس وعشرين ، وقبل المبعث باثني عشرة سنة ، وقيل بعشر سنين . ولم يولد في البيت الحرام قبله أحد سواه ، وهي فضيلة خصه الله تعالي بها إجلالا له وإعلاء لمرتبته وإظهارا لتكرمته .

علی (علیہ السلام)مکہ مشرفہ میں داخل بیت الحرام یوم جمعہ تیرا رجب سنہ تیس عامل الفیل کو پیدا ہوئے اور آپ سے پہلے کوی کعبہ میں پیدا نہیں ہوا، اور یہ خاص فضیلت ہے جو اللہ سبحانہ تعالی نے آپ کو عطاء کی تاکہ آپ کا عظیم مرتبہ، جلالت اور تکریم کا اظہار ہو ۔

الفصول المهمة، ص 29

8 امام عبدالرحمٰن بن عبدالسلام الصفوری الشافعی المتوفی 894

أن عليا ولدته امه بجوف الكعبة شرفها الله تعالي وهي فضيلة خصه الله تعالي بها.

حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندرپیدا ہوئے اور یہ فضیلت خاص طور پر آپ کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرما رکھی تھی۔

نزهة المجالس، ص 159

9 مؤرخ، حسین بن محمد بن الحسن الدیار بکري المتوفی 966

و في السنة الثلاثين من مولده صلي الله عليه وسلم ولد علي بن أبي طالب رضي الله عنه في الكعبة.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ولادت کے تیس سال بعد علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے

تاریخ الخمیس، ج1، ص379

10 معروف مؤرخ علي بن برہان الدین الحلبي الشافعي المتوفی 1044

وفي السنة الثلاثين من مولده صلي الله عليه وسلم ولد علي بن أبي طالب كرم الله وجهه في الكعبة.

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی ولادت کے تیسویں سال علی کرم اللہ وجہ کعبہ میں پیدا ہوئے ۔

السيرة الحلبية، ج3، ص485

11 شاہ ولی اللہ دہلوی المتوفی 1176

و از مناقب وی رضی الله عنه که در حین ولادت او ظاهر شد یکی آن است که در جوف کعبه معظمه تولد یافت.

اورآپ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں سے ایک یہ بھی ہے جو وقت ولادت ظاہر ہوائی کہ آپ داخل کعبہ معظمہ پیدا ہوئے ۔

إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء، ج 4 ص 262

12 امیر محمد بن إسماعيل الصنعاني المتوفی 1182

وأما مولده فولد بمكة المشرفة في البيت الحرام سنة ثلاثين من عام الفيل في اليوم الجمعة الثالث [عشر] من رجب.

اور ان کی ولادت مکہ مشرفہ میں داخل بیت الحرام تیس عامل الفیل یوم جمعہ تیرا رجب کو ہوئی ۔

الروضة الندية، ص36

13 مؤمن بن حسن بن مؤمن الشبلنجي الشافعي

ولد رضي الله عنه بمكة داخل البيت الحرام علي قول يوم الجمعة ثالث عشر رجب الحرام سنة ثلاثين من عام الفيل قبل الهجرة .

آپ رضی اللہ عنہ مکہ میں داخل بیت الحرام بروز جمعہ تیرہ رجب سنہ تیس عامل الفیل قبل کو پیدا ہوئے ۔

نور الابصار، ص158

14 سلفی عالم صالح الغامدي

أمه فاطمة بنت أسد بن هاشم بن عبد مناف. ولدته في جوف الكعبة

آپ کی والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ہیں انہوں نے آپ کو کعبہ کے اندر جنم دیا ۔

الاكتفاء في اخبار الخلفاء، ج 1 ص 480

14 کے مبارک عدد پر اکتفا کرتے ہیں اگر تمام علماء اہل سنت کے اقوال نقل کرنے لگیں تو یہ کتابچہ ضخیم کتاب کی شکل اختیار کر لیگا، یہ ائمہ ،مؤرخین و محدثین علمائے اہل سنت کے اقوال تھے جنکی قدر و منزلت اہل سنت کے یہاں مسلم ہے،

دل صاحب انصاف سے انصاف طلب ہے

کیا یہی انصاف ہے کہ اگر ہے کہ اگر علماء کا ایک گروہ ابن حزام کی کعبہ میں ولادت کا ذکر کرے تو وہ قابل قبول اور اگر علماء کا دوسرا گروہ امیرالمومنین علیہ السلام کی کعبہ میں ولادت کا ذکر کرے تو روایت موضوع منگڑھت ہوجائے!

اس کی فقط ایک ہی وجہ ہے ہے بغض علی ،ماں کی خطاؤں کا نتیجہ اب اور وجہ اس کے سوا ہو نہیں سکتی یہاں تک علماء کے اقوال تھے، علماء اہل سنت نے امیرالمومنین علیہ السلام کی کعبہ میں ولادت کی تصریح کی ہے بلکہ اسے خبر متواتر تسلیم کیا ہے:

امام اہل سنت حاکم نیسابوری نے اس خبر کو متواتر کہا ہے :

"فقد تواترت الاخبار ان فاطمة بنت أسد ولدت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب كرم الله وجهه في جوف الكعبة"

المستدرک علی الصحیحین، ج3، ص550

متواتر اضبار سے ثابت ہے کہ فاطمہ بنت اسد نے علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ کو کعبہ کے اندر جنم دیا۔

المستدرك

على الصحيحين

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن عبد الله الحاكم النيسابوري

مع تضمينات الإمام الذهبي في التلخيص والميزان والعراقي في أماليه والمناوي في فيض القدير وغيرهم من العلماء الأجلاء

أول طبعة مرقمة الأحاديث ومقابلة على عدة مخطوطات

دراسة وتحقيق

مصطفى عبد القادر عطا

كتاب الهجرة، كتاب المغازي والسرايا، كتاب معرفة الصحابة

الجزء الثالث

منشورات

محمد علي بيضون

لنشر كتب السنة والجماعة

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

وهشام، وأمهم زينب بنت العوام بن خويلد بن عبد العزى بن قصي، ويقال: بل أم هشام بن حكيم مليكة بنت مالك بن سعد من بني الحارث بن فهر، وقد أدرك ولد حكيم بن حزام كلهم النبي ﷺ وأسلموا يوم الفتح وصحبوا رسول الله ﷺ، وكان حكيم بن حزام فيما ذكر قد بلغ عشرين ومائة سنة ومرّ به معاوية عام حج فأرسل إليه بلقوح يشرب من لبنها وذلك بعد أن سأله أي الطعام تأكل؟ فقال: أما مضغ فلا مضغ فيّ فأرسل إليه باللقوح وأرسل إليه بصلة فأبى أن يقبلها وقال: لم آخذ من أحد بعد النبي ﷺ شيئاً، ودعاني أبو بكر وعمر إلى حقي فأبيت عليهما أن آخذه.

قال ابن عمر: ثنا ابن أبي الزناد، عن أبيه قال: قيل لحكيم بن حزام ما المال يا أبا خالد؟ فقال: قلة العيال. قال: وقدم حكيم بن حزام المدينة فنزلها وبنى بها داراً ومات بالمدينة سنة أربع وخمسين وهو ابن مائة وعشرين سنة.

١٦٤٢/٦٠٤٤ - أخبرنا أبو بكر محمد بن أحمد بن بالويه، ثنا إبراهيم بن إسحاق الحربي، ثنا مصعب بن عبد الله فذكر نسب حكيم بن حزام وزاد فيه وأمه فاختة بنت زهير بن أسد بن عبد العزى وكانت ولدت حكيماً في الكعبة وهي حامل فضربها المخاض وهي في جوف الكعبة فولدت فيها فحملت في نطع وغسل ما كان تحتها من الثياب عند حوض زمزم ولم يولد قبله ولا بعده في الكعبة أحد.

قال الحاكم: وهم مصعب في الحرف الأخير فقد تواترت الأخبار أن فاطمة بنت أسد ولدت أمير المؤمنين علي بن أبي طالب كرم الله وجهه في جوف الكعبة.

١٦٤٣/٦٠٤٥ - أخبرنا الشيخ أبو بكر بن إسحاق الإمام رحمه الله، أنا إسماعيل بن قتيبة، ثنا أبو بكر بن أبي شيبة، ثنا علي بن مسهر، عن هشام بن عروة، عن أبيه أن حكيم بن حزام لم يقبل من أبي بكر شيئاً حتى قبض ولا من عمر حتى قبض ولا من عثمان ولا من معاوية حتى مات.

١٦٤٤/٦٠٤٦ - حدثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا الحسن بن علي بن

٦٠٤٤ - قال في التلخيص: قال الحاكم: وهم مصعب في الحرف الأخير، فقد تواترت الأخبار أن علياً ولد في جوف الكعبة.

٦٠٤٥ - سكت عنه الذهبي في التلخيص.

٦٠٤٦ - قال في التلخيص: على شرط البخاري ومسلم.

حاکم کے اس قول سے ناصبیوں کے دل جل کر خاکسر ہو گئے حاکم کی رد میں ایک ناصبی لکھتا ہے :

(امام حاکم کو خود ایسا زبردست وہم ہوا ہے کہ جسکی کوئی مثال ہی نہیں ہے،حالانکہ امام حاکم کو اور بھی بڑے بڑے وہم ہوئے ہیں۔

امام حاکم نے متواتر خبروں سے علی رضی اللہ عنہ کا مولود کعبہ ہونا بیان کیا،جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اہلسنت والجماعت کی کسی بھی حدیث یاتاریخ کی کتاب میں ایسی کوئی جھوٹی روایت بھی موجود نہیں ہے،سوائے ایک اکیلی روایت اور وہ بھی ضعیف ہے۔

تو پھر تواتر کہنا سراسر ظلم کی بات ھے۔ یا پھر زبردست وھم ھے۔ اور پھر امام حاکم میں شیعت بھی تھی۔ جسکا انکار ممکن نہیں۔

اس قول کو بطور دلیل پیش کرنا کم فہمی ہے کیونکہ حاکم یہاں تو تواتر کا دعویٰ کر رہے ہیں اور فضائل علیؓ کے باب میں ایک بھی صحیح بلکہ صحیح تو دور ایک ضعیف روایت بھی پیش کرنے کی جرأت نہ کرسکے جس میں حاکم کے دعوے کی دلیل ہو تو فقط حاکم کے کہنے پر متواتر کون مانے؟

جب کہ حاکم کی تاریخ وفات ٤٠٥ ھجری ہے اب ایک واقعہ جو کہ حاکم کی پیدائش سے بھی کئی سو سال پہلے کا ہے اس واقعہ کو حاکم کے کہنے پر تسلیم کرنا اور نہ صرف تسلیم بلکہ متواتر کہنا نا انصافی ہوگا

دوسری بات یہ کہ اس کے تواتر کے دعوے میں حاکم منفرد ہیں ان کے سوا محدثین میں سے کسی نے اس واقعہ کے تواتر کا دعویٰ نہیں کیا۔

تیسری اور اہم بات یہ کہ اہل علم جانتے ہیں کہ حاکم نیم شیعہ تھے اور ان کا تواتر کا دعویٰ اسی سلسلے کی ایک کڑی بھی ہوسکتا ہے۔)

https://forum.mohaddis.com/threads/%D9%85%D9%88%D9%84%D9%88%D8%AF-%DA%A9%D8%B9%D8%A8%DB%81-%DA%A9%D9%88%D9%86%D8%9F%D8%9F-%D8%AD%D9%86%DB%8C%D9%81-%D9%82%D8%B1%DB%8C%D8%B4%DB%8C-%DA%A9%D8%A7-%D8%B3%D8%B1-%D8%A7%D9%88%D8%B1-%D8%A7%D8%B3-%DA%A9%DB%92-%D8%A7%D9%BE%D9%86%DB%92-

%D8%B9%D9%84%D9%85%D8%A7%D8%A1-%DA%A9%D8%A7-
/%D8%AC%D9%88%D8%AA%D8%A7.37958

امن پوری ناصبی نے بھی لکھا ہے :

تنبیہ: امام حاکم رحمہ اللہ (المستدرک : 3/384) فرماتے ہیں کہ متواتر روایات سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مولودِ کعبہ ہونا ثابت ہے، لیکن یہ بات امام صاحب رحمہ اللہ کی خطا ہے، کیونکہ متواتر تو کیا اس مفہوم کی روایات ''حسن'' یا ''صحیح'' بھی نہیں۔

/ http://mazameen.ahlesunnatpk.com/moulood-e-kaaba

اس سے پہلے کہ اشکالات کے جوابات دیں حاکم نیساپوری کے مقام و مرتبہ کو ائمہ اہل سنت کی زبانی ہی نقل کرتے ہیں:

ذہبی لکھتا ہے :

- الإمام الحافظ ، الناقد العلامة ، شيخ المحدثين ، أبو عبد الله بن البيع الضبي الطهماني النيسابوري ، الشافعي
- حدث عنه : الدارقطني وهو من شيوخه
- وصنف وخرج ، وجرح وعدل ، وصحح وعلل ، وكان من بحور العلم

- سمعت الخليل بن عبد الله الحافظ ذكر الحاكم وعظمه ، وقال : له رحلتان إلى العراق والحجاز ، الثانية في سنة ثمان وستين ، وناظر الدارقطني ، فرضيه ، وهو ثقة واسع العلم ، بلغت تصانيفه قريبا من خمسمائة جزء ، يستقصي في ذلك ، يؤلف الغث والسمين
- عن عبد الغافر بن إسماعيل قال : الحاكم أبو عبد الله هو إمام أهل الحديث في عصره
- واختص بصحبة الإمام أبي بكر الصبغي ، وكان الإمام يراجعه في السؤال والجرح والتعديل
- ولقد سمعت مشايخنا يذكرون أيامه ، ويحكون أن مقدمي عصره مثل أبي سهل الصعلوكي والإمام ابن فورك وسائر الأئمة يقدمونه على أنفسهم ، ويراعون حق فضله ، ويعرفون له الحرمة الأكيدة . ثم أطنب عبد الغافر في نحو ذلك من تعظيمه ، وقال : هذه جمل يسيرة هي غيض من فيض سيره وأحواله ، ومن تأمل كلامه في تصانيفه ، وتصرفه في أماليه ، ونظره في طرق الحديث أذعن بفضله ، واعترف له بالمزية [ص: 171] على من تقدمه ، وإتعابه من بعده ، وتعجيزه اللاحقين عن بلوغ شأوه ، وعاش حميدا ، ولم يخلف في وقته مثله ، مضى إلى رحمة الله في ثامن صفر سنة خمس وأربعمائة
- قال أبو حازم عمر بن أحمد العبدويي الحافظ : سمعت الحاكم أبا عبد الله إمام أهل الحديث في عصره
- وسمعت السلمي يقول : سألت الدارقطني : أيهما أحفظ : ابن منده أو ابن البيع ؟ فقال : ابن البيع أتقن حفظا.
- قال أبو حازم : أقمت عند أبي عبد الله العصمي قريبا من ثلاث سنين ، ولم أر في جملة مشايخنا أتقن منه ولا أكثر تنقيرا ، وكان إذا أشكل عليه شيء ، أمرني أن أكتب إلى الحاكم أبي عبد الله ، فإذا ورد جواب كتابه ، حكم به ، وقطع بقوله.
- قال ابن طاهر : سألت سعد بن علي الحافظ عن أربعة تعاصروا : أيهم أحفظ ؟ قال : من ؟ قلت : الدارقطني ، وعبد الغني ، وابن منده ، والحاكم . فقال : أما الدارقطني فأعلمهم

بالعلل ، وأما عبد الغني فأعلمهم بالأنساب ، وأما ابن منده فأكثرهم حديثا مع معرفة تامة ، وأما الحاكم فأحسنهم تصنيفا .

- قال ابن طاهر : ورأيت أنا حديث الطير جمع الحاكم بخطه في جزء ضخم ، فكتبته للتعجب
- فقال أبو علي : لا تفعل ، فما رأيت أنت ولا نحن في سنه مثله ، وأنا أقول : إذا رأيته رأيت ألف [ص: 177] رجل من أصحاب الحديث.

- امام، حافظ، احادیث کا محقق، علامہ محدثین کا بزرگ دارقطنی نے اس کے استاد ہونے کے بعد بھی اس سے روایت نقل کی، تصنیف و (احادیث کی) تخریج کرنے والا (راویوں کے متعلق) جرح و تعدیل کرنے والا،(سقیم)و صحیح و علل حدیث کا ماہر علم کا سمندر
- خلیل بن عبداللہ نے کہا اس وہ ثقہ بہت زیادہ علم رکھنے والا تھا اس کی تصانیف کی تعداد پانچ سو کے قریب پہنچی، عبدالغفار نے کہا حاکم ابو عبداللہ اپنے زمانے میں اہل حدیثوں کا امام تھا
- امام ابوبکر صبغی راویوں پر جرح و تعدیل کے باب میں حاکم کی طرف رجوع کرتا تھا
- میں نے اپنے مشائخ سے سنا ہے کہ وہ حاکم کے زمانے کا ذکر کرتے ہوئے کہتے تھے کہ اس دور کے کے بزرگان جیسے ابو سہل صعلوکی، امام ابن فورک اور تمام ائمہ حاکم کو اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے اس کے فضل و کمال و اس کی حرمت سے خوب آگاہ تھے
- ابو حازم عمر بن أحمد عبدوی کہتا ہے میں نے سنا حاکم ابو عبداللہ سے جو اپنے وقت اہل حدیثوں کا امام تھا
- سلمی کا بیان ہے کہ میں نے دارقطنی سے پوچھا ابن مندہ وہ ابن البیع (حاکم)میں کون بڑا حافظ اس نے کہا ابن البیع متقن حافظ ہے
- ابو حازم کہتا ہے میں تین سال کے قریب ابو عبداللہ عصمی کے پاس مقیم رہا میں نے اپنے مشائخ میں کسی کو بھی اس کے برابر نہیں دیکھا جب بھی اسے کسی مسئلے میں شک ہوتا تو مجھے حکم دیتا کہ

اسے لکھ کر حاکم کی سے دریافت کروں اور جب اس کے خط کا جواب آتا تو اس ہی پر حکم کرتا و یقین کرتا

- ابن طاہر کہتا ہے :"میں نے حافظ سعد بن علی سے پوچھا چار حافظ حدیث ہم عصر ہیں ،ان میں بڑا حافظ حدیث کون ہے؟کہنے لگا وہ کون ہیں؟میں نے کہا کہ بغداد میں دارقطنی،مصر میں عبدالغنی،اصفھان میں ابن مندہ،اور نیشاپور میں حاکم،تو کہا دارقطنی علل حدیث ہے کا،عبدالغنی انساب کا بڑا عالم ہے،ابن مندہ پے پاس حدیث کا زیادہ علم ہے اور اسے اس فن میں معرفت تامہ حاصل ہےاور حاکم تصنیف میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔
- ابن طاہر کا بیان ہے کہ میں نے حاکم کے ہاتھ سے لکھا اس کا جمع کردہ حدیث طیر کا ضخیم جزء دیکھا
- میں کہتا ہوں تونے اسے دیکھا گویا ایسا ہے کہ جیسے ایک ہزار علماء حدیث کو دیکھا
- یہ حاکم کے وہ مناقب تھے جنھے ائمہ اہل سنت میں بیان کیا طوالت کے خوف سے اس ہی پر اکتفا کرتے ہیں، قابل غور امر یہ ہے کہ حاکم کی پانچ سو میں سے چند کتابوں کے سوا سب ضائع ہو گئیں تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا یہ دعوی بغیر دلیل کے ہے شاہد مثال حدیث طیر ہی ہے بقول ابن طاہر یہ ایک ضخیم مجموعہ تھا جو آج ندارد ہے۔

(سیر اعلام النبلاء)

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&idfrom=4046&idto=4046&bk_no=60&ID=3905

سوال یہ ہے کہ کیا اس مقام و مرتبہ کا امام جھوٹ بولتا ہے کہ بغیر کسی دلیل کے تواتر کا جھوٹا دعوی کر سکتا ہے، یہ وہم و گمان تو ہرگز نہیں یا حاکم اپنے دعوے میں سچا تھا یا جھوٹا اور ناصبیوں کی اس سے بھی زیادہ بڑی مشکل ذہبی کا حاکم کی تحقیق کو تسلیم کرنا ہے، کیا تقیہ باز ناصبیوں میں اتنی جرات ہے کہ ان دونوں کو جھوٹا کہہ سکیں؟

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی ولادت بیت اللہ میں ہونے کے متعلق نہ فقط علماء کی تصریحات ہیں بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کی صحیح سند حدیث موجود ہے جسکو امام اہل سنت محمد بن یوسف گنجی نے متصل سند سے بیان کیا ہے لکھتے ہیں:

أخبرنا الشيخ المقري أبو إسحاق إبراهيم بن يوسف بن بركة الكتبي في مسجده بمدينة الموصل ومولده سنة « 554 هـ » ، قال : أخبرنا أبو العلاء الحسن بن أحمد ابن الحسن العطار الهمداني إجازة عامة إن لم تكن خاصة، أخبرنا أحمد بن محمد بن إسماعيل الفارسي، حدثنا فاروق الخطابي، حدثنا الحجاج بن المنهال عن الحسن ابن مروان بن عمران الغنوي عن شاذان بن العلاء، حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد عن مسلم بن خالد المكي المعروف بالزنجي عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله، قال : سألت رسول الله عن ميلاد علي بن أبي طالب، فقال : « لقد سألتني عن خير مولود وُلِدَ في شبه المسيح ، إنّ الله تبارك وتعالى خلق علياً من نوري وخلقني من نوره وكلانا من نور واحد، ثم إنّ الله عز وجل نقلنا من صُلب آدم في أصلاب طاهرة إلى أرحام زكية فما نقلت من صلب إلا ونُقِلَ عليٌّ معي فلم نزل كذلك حتى استودعني خيرَ رحمٍ وهي آمنة، واستودع علياً خيرَ رحمٍ وهي فاطمة بنت أسد، وكان في زماننا رجل زاهد عابد يقال له المبرم بن دعيب بن الشقبان قد عبد الله تعالى مأتين وسبعين سنة، لم يسأل الله حاجة فبعث الله إليه أبا طالب، فلما أبصره المبرم قام إليه، وقَبّلَ رأسه وأجلس بين يديه، ثم قال له : من أنت؟ فقال : رجلٌ من تهامة، فقال : من أي تهامة؟ فقال : من بني هاشم،

فوثب العابد فقبّل رأسه ثانية، ثم قال : يا هذا إنّ العلي الأعلى ألهمني إلهاماً، قال أبو طالب : وما هو؟ قال : ولد يولد من ظهرك وهو ولي الله عز وجل، فلما كانت الليلة التي وُلِدَ فيها عليٌّ أشرقت الأرض، فخرج أبو طالب، وهو يقول : أيها الناس وُلِدَ في الكعبة ولي الله عز وجل، فلما أصبح دخل الكعبة.

حضرت جابر بن عبداللہ علیہما الرحمہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم سے امیرالمومنین علیہ السلام کی ولادت کے متعلق سوال کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا بے شک تم نے بہترین مولود کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح پیدا ہوئے، اللہ سبحانہ تعالی نے علی کو میرے نور سے اور مجھ کو اس کے نور سے اور ہم دونوں کو ایک ہی نور سے خلق کیا اس کے بعد اللہ سبحانہ تعالی نے ہم کو آدم علیہ السلام کی صلب سے طیب و طاہر صلبوں میں اور پاکیزہ رحموں میں منتقل کیا پس میں کسی صلب میں منتقل نہیں ہوا مگر یہ کہ علی (علیہ السلام) میرے ساتھ تھے پس یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ میں بہترین رحم میں منتقل ہوا اور وہ آمنہ (علیہا السلام) تھیں اور علی (علیہ السلام) بھی بہترین رحم میں منتقل ہوئے اور وہ فاطمہ بنت اسد (علیہما السلام) تھیں اور ہمارے زمانے میں ایک زاہد و عابد شخص تھا جس کو مبرم بن دعیب بن شقبان کہا جاتا تھا اس نے اللہ سبحانہ تعالی کی عبادت 270 سال تک کی اور اللہ سے کسی چیز کا سوال نہیں کیا پس اللہ سبحانہ تعالی نے اس کی طرف ابو طالب (علیہ السلام)کو بھیجا پس جیسے ہی مبرم کی نظر ان ان پر گی (ان کے احترام میں) اٹھا اور ان کی طرف بڑھ کر سر کا بوسہ لیا اور ان کو اپنے سامنے بیٹھایا پھر ان سے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تہامہ کا ایک آدمی پھر اس نے پوچھا کون سے تہامہ سے فرمایا بنی ہاشم سے، پس پھر عابد نے دوبارہ آپ کے سر کو چوما اور کہا اے شخص بلند و بالا (اللہ سبحانہ تعالی) نے مجھے الہام کیا ہے ابو طالب (علیہ السلام)نے فرمایا کیسا الہام ،کہا تمہاری پشت سے ایک بیٹا ہوگا تو وہ اللہ عزوجل کا ولی ہوگا، پس جس رات علی (علیہ السلام)کی ولادت

ہوئی تو تو زمین نورانی ہو گئی، پس ابوطالب (علیہ السلام) نکلے اور کہا اے لوگوں کعبے میں اللہ کا ولی پیدا ہو گیا، اور جب صبح ہوئی تو کعبہ میں داخل ہوئے۔

٤٠٥

بو علي بن ابي القاسم
، اخبرنا محمد بن
محمد ، اخبرنا محمد
، محمد بن عبدالرحمان
اسرائيل ؛ عن
ن علي بن ابي طالب
حدثنا معتمر ، عن
ـمنين علي بن ابي

الباب السابع

في مولده عليه السلام

اخبرنا الشيخ المقرى ابو اسحاق ابراهيم بن يوسف بن بركة الكتبي في مسجده بمدينة الموصل — ومولده سنة ٥٥٤ — قال : اخبرنا ابو العلا الحسن بن احمد بن الحسن العطار الهمداني إجازة عامة إن لم تكن خاصة ، اخبرنا احمد بن محمد بن اسماعيل الفارسي ، حدثنا فاروق الخطابي ، حدثنا الحجاج ابن المنهال عن الحسن بن مروان بن عمران الغنوي ، عن شاذان بن العلاء ،

(١٠٨٧) كنز العمال ٣ : ٣٣٦ ، نور الابصار ٩٤ .

٤٠٦

حدثنا عبد العزيز بن عبد الصمد عن مسلم بن خالد المكي المعروف بالزنجي عن ابى الزبير ، عن جابر بن عبد الله ، قال : سألت رسول الله ﷺ عن ميلاد علي بن ابي طالب فقال : لقد سألتني عن خير مولود ولد في شبه المسيح عليه السلام إن الله تبارك وتعالى خلق علياً من نوري وخلقني من نوره ، وكلانا من نور واحد ، ثم إن الله عز وجل نقلنا من صلب آدم عليه السلام في اصلاب طاهرة الى ارحام زكية فما نقلت من صلب إلا ونقل علي معي ، فلم نزل كذلك حتى استودعني خير رحم وهي آمنة ، واستودع علياً خير رحم وهي فاطمة بنت أسد وكان في زماننا رجل زاهد عابد يقال له المبرم بن دعيب بن الشقبان ، قد عبد الله تعالى مائتين وسبعين سنة لم يسأل الله حاجة ، فبعث الله اليه ابا طالب فلما ابصره المبرم قام اليه وقبل رأسه وأجلسه بين يديه ، ثم قال له من أنت ؟ فقال : رجل من تهامة ، فقال : من أي تهامة ؟ فقال : من بني هاشم ، فوثب العابد فقبل رأسه ثانية ، ثم قال : يا هذا إن العلي الأعلى ألهمني إلهاماً قال : ابو طالب وما هو ؟ قال : ولد يولد من ظهرك وهو ولي الله عز وجل فلما كان الليلة التي ولد فيها علي اشرقت الأرض ، فخرج ابو طالب وهو يقول : أيها الناس ولد في الكعبة ولي الله عز وجل ، فلما اصبح دخل الكعبة وهو يقول :

يا رب هذا الغسق الدجى — والقمر المنبلج المضي
بين لنا من أمرك الخفي — ماذا ترى في إسم ذا الصبي

قال فسمع صوت هاتف يقول :

يا اهل بيت المصطفى النبي — خصصتم بالولد الزكي
إن اسمه من شامخ العلي — علي اشتق من العلي (١٠٨٧)

(١٠٨٨) تذكرة الخواص ١٢ ، الغدير ٦ : ٢١ ـ ٣٨ فصل : ولادة امير المؤمنين في الكعبة .

الكنجي الشافعي : عن رسول الله ص علي ع ولد في الكعبة

کنجی شافعی نے اپنی کتاب کے مقدمہ میں اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ وہ کتاب میں فقط وہی صحیح احادیث نقل کریگا جو اس مختلف شہروں میں اپنے مشائخ سے سنیں جوکہ ائمہ و حفاظ کی کتب میں موجود ہیں:

إملاء كتابٍ يشتمل على بعض ما رويناه عن مشايخنا في البلدان، من أحاديث صحيحةٍ من كتب الأئمّة والحُفّاظ في مناقب أمير المؤمنين عليٍّ عليه السّلام

كفاية الطالب

في مناقب علي بن ابي طالب عليه السلام

الحافظ

محمد بن يوسف الكنجي الشافعي
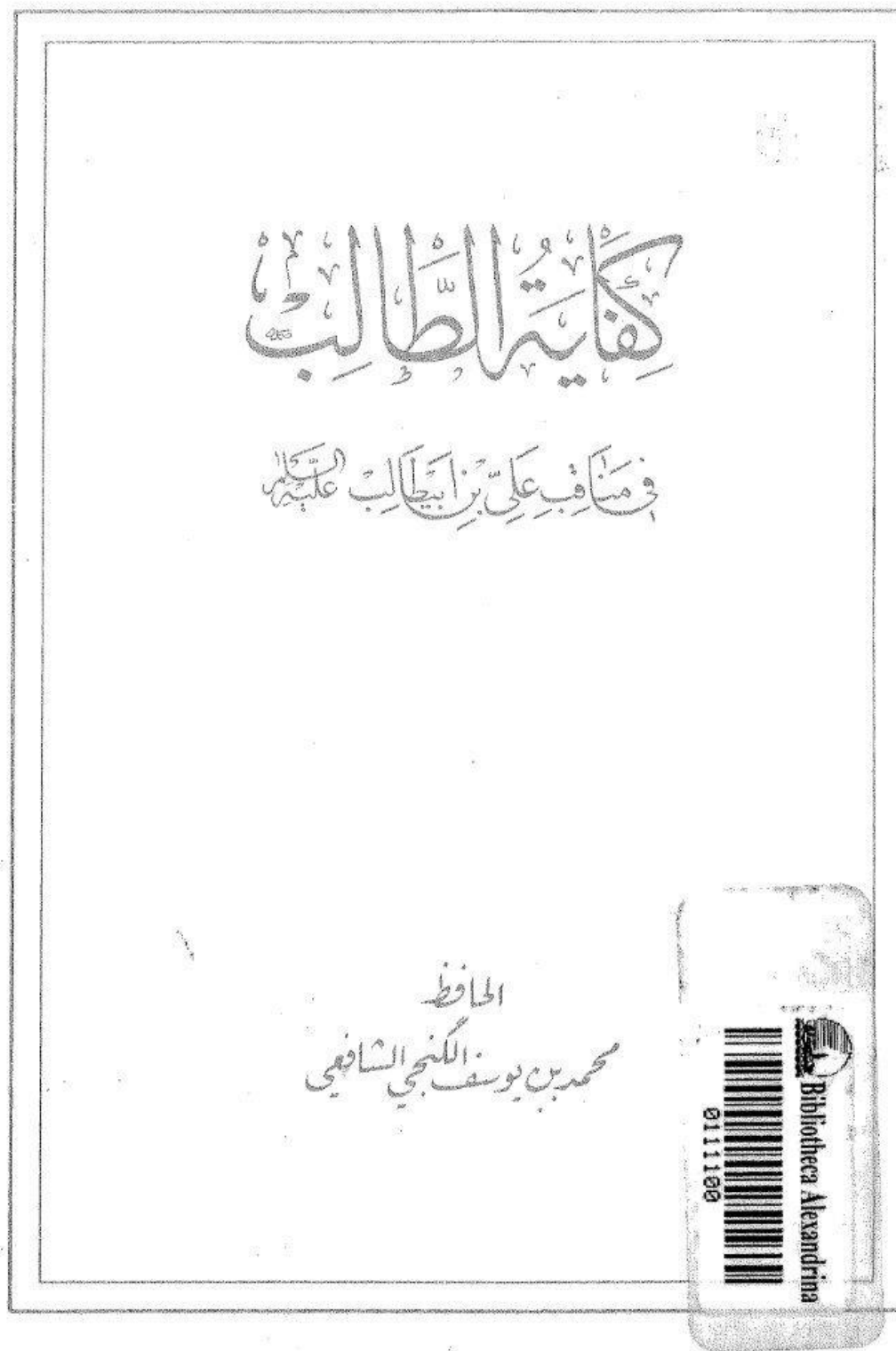
حضر المجلس صدور البلد من النقباء والمدرسين والفقهاء وأرباب الحديث ، فذكرت بعد الدرس احاديث ، وختمت المجلس بفصل في مناقب اهل البيت عليهم السلام فطعن بعض الحاضرين ـ لعدم معرفته بعلم النقل ـ في حديث زيد بن ارقم في غدير خم (٣) .

وفي حديث عمار في قوله صلى الله عليه وآله : (طوبى لمن احبك وصدّق فيك) (٤) فدعتني الحمية لمحبّيهم على إملاء كتاب يشتمل على بعض ما رويناه عن مشايخنا في البلدان ، من احاديث صحيحة من كتب الأئمة والحفاظ في مناقب امير المؤمنين علي عليه السلام ، الذي لم ينل رسول الله صلى الله عليه وآله فضيلة في آبائه وطهارة في مولده إلا وهو قسيمة فيها ، تأسياً بما رويناه عن علي بن محمد بن عبد الصمد السخاوي إمام القراء بجامع دمشق (٥) ، وعلي بن هبة الله سلامة ابن الجميزي الخطيب بمصر (٦) ، وعبد الله بن الحسين بن رواحة بحلب (٧) وغيرهم ، قالوا اخبرنا الحافظ ابو طاهر احمد بن محمد السلفي (٨) ، انبأنا القاضي ابو المحاسن عبدالواحد

---

(٣) الصحابي المعروف ، المتوفى ٦٦ / ٦٨ مسند احمد بن حنبل ٤ : ٣٦٨ خصائص النسائي ، الكنى والاسماء ٢ : ٦١ ، المستدرك ٣ : ١٠٩ ، الرياض النضرة ٢ ، ١٦٩ ، الفصول المهمة : ٢٣ ، بطرق اخرى تجدها في الغدير ١ : ٢٩ ـ ٣٧ .

(٤) عن عمار بن ياسر قال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله يقول لعلي: يا علي طوبى لمن احبك وصدق فيك ، وويل لمن ابغضك وكذب فيك ؛ مستدرك الصحيحين ٣ : ١٣٥ ، تاريخ بغداد ٩ : ٧١ بطريقين ، مجمع الزوائد ٩ : ١٣٢ ، الرياض النضرة ٢ : ٢١٥ ، ذخائر العقبى : ٩٢ .

(٥ ـ ٨) تأتي تراجمهم في الصفحات التالية

اہل سنت کے یہاں یہ اصول ہے کہ حدیث کی تصحیح اس کے راویوں کی توثیق ہوتی ہے۔

ذہبی لکھتا ہے:

الثقة: مَن وثَّقَه كثيرٌ، ولم يُضعَّف. ودُونَه: مَن لم يُوَثَّق ولا ضُعِّف. فإن خُرِّج حديثُ هذا في الصحيحين، فهو مُوَثَّق بذلك. وإن صَحَّح له مثلُ الترمذيّ وابنِ خزيمة، فجيِّدٌ أيضاً. وإن صَحَّحَ له كالدارقطنِّ والحاكم، فأقلُّ أحوالهِ: حُسْنُ حديثه."

"ثقہ وہ ہے جسے اکثریت ثقہ کہے، اور اس کی تضعیف نہ کی گئی ہو۔ اُس سے کم درجے میں وہ ہے جس کی نہ توثیق کی گئی اور نہ تضعیف، پس اگر ایسے شخص کی حدیث اگر صحیحین میں مروی ہو تو اس وجہ سے وہ اس کی توثیق ہو گی، اور اگر اس کی حدیث کی ترمذی، اور ابن خزیمہ تصحیح کریں تو وہ بھی اسی طرح جید ہو گی، اور اگر الدارقطنی اور الحاکم اس کی حدیث کی تصحیح کریں تو اس کا کم سے کم حال یہ ہو گا کہ وہ حسن الحدیث ٹھہرے گا"

"الموقظة في علم المصطلح 78"

https://al-maktaba.org/book/8195/57

<u>ابن حجر عبد الله بن عبد الرحمن الطائفي کے متعلق لکھتا ہے:</u>

"قلت صحّح بن خُزَيْمَة حَدِيثه وَمُقْتَضَاهُ أَن يكون عِنْده من الثِّقَات"

"میں کہتا ہوں: ابن خزیمۃ نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اس کے نزدیک ثقات میں سے تھا

(تعجيل المنفعة 248)

http://www.shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3325_%D8%AA%D8%B9%D8%AC%D9%8A%D9%84-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%86%D9%81%D8%B9%D8%A9-%D8%A7%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_248

محمد بن یوسف شافعی کے متعلق ناصبیوں نے یہ افترا پردا زی کی کہ وہ شیعہ تھا لحاظہ اس کی بیان کردہ روایات قابل قبول نہیں، ان شاء اللہ محدثین اہل سنت کے بنائے ہوئے اصولوں پر ہی ثابت کریں گے کہ نہ فقط کنجی شافعی مذہب اہلسنت پر تھا بلکہ ائمہ اہل سنت میں اس کا شمار ہوتا تھا۔

چنانچہ کنجی کا ہم عصر اور ساتھی محدث امام علاءالدین علی بن مظفر کندی لکھتا ہے:

الإمام العالم الحافظ فخر الدين أبو عبد الله محمد بن يوسف بن محمد النوفلي المعروف بالكنجي

الرسالة - الإمام الشافعي مقدمة المحقق ص 61.

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/819_%D8%A7%D9%84%D8%B1%D8%B3%D8%A7%D9%84%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D8%A5%D9%85%D8%A7%D9%85-%D8%A7%D9%84%D8%B4%D8%A7%D9%81%D8%B9%D9%8A/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_59

گنجی کو ان القاب سے نوازنے والا کندی خود بھی علمائے اہل سنت میں بڑے مقام و مرتبہ والا امام و عالم ہے کہ جو متعدد علوم میں مہارت رکھنے کے سبب قابل احترام شخصیت شمار ہوتا ہے چنانچہ ابن کثیر نے اس کے محاسن کا تذکرہ کیا ہے لکھتا ہے :

الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْمُقْرِئُ الْمُحَدِّثُ النَّحْوِيُّ الْأَدِيبُ عَلَاءُ الدِّينِ عَلِيُّ بن المظفر بن إبراهيم بن عمر ابن زَيْدِ بْنِ هِبَةِ اللَّهِ الْكِنْدِيُّ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ، سَمِعَ الْحَدِيثَ عَلَى أَزْيَدَ مِنْ مِائَتَيْ شَيْخٍ وَقَرَأَ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعَ، وَحَصَّلَ عُلُومًا جَيِّدَةً، وَنَظَمَ الشِّعْرَ الْحَسَنَ الرَّائِقَ الْفَائِقَ، وَجَمَعَ كِتَابًا فِي نَحْوٍ مَنْ خَمْسِينَ مُجَلَّدًا، فِيهِ عُلُومٌ جمة أكثرها أدبيات سماها التَّذْكِرَةَ الْكِنْدِيَّةَ، وَقَفَهَا بِالسُّمَيْسَاطِيَّةِ وَكَتَبَ حَسَنًا وَحَسَبَ جَيِّدًا، وَخَدَمَ فِي عِدَّةِ خِدَمٍ، وَوَلِيَ مَشْيَخَةَ دَارِ الْحَدِيثِ النَّفِيسِيَّةِ فِي مُدَّةِ عَشْرِ سِنِينَ وَقَرَأَ صَحِيحَ الْبُخَارِيِّ مَرَّاتٍ عَدِيدَةً، وَأَسْمَعَ الْحَدِيثَ، وَكَانَ يَلُوذُ بِشَيْخِ الْإِسْلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ، وَتُوُفِّيَ ببستان عند قبة المسجد لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ سَابِعَ عَشَرَ رَجَبٍ، وَدُفِنَ بِالْمِزَّةِ عَنْ سِتٍّ وَسَبْعِينَ سَنَةً.

(البداية والنهاية ج 14 ص 89)

البداية والنهاية ط الفكر

الشرف صالح بن محمد بن عربشاه

ابن أبي بكر الهمداني، مَاتَ فِي جُمَادَى الْآخِرَةِ وَدُفِنَ بِمَقَابِرِ التَّيْرِبِ، وَكَانَ مَشْهُورًا بِطِيبِ الْقِرَاءَةِ وَحُسْنِ السِّيرَةِ، وَقَدْ سمع الحديث وروى جزءا.

ابْنِ عَرَفَةَ صَاحِبُ التَّذْكِرَةِ الْكِنْدِيَّةِ

الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْمُقْرِئُ الْمُحَدِّثُ النَّحْوِيُّ الْأَدِيبُ عَلَاءُ الدِّينِ عَلِيُّ بن المظفر بن إبراهيم بن عمر ابن زَيْدِ بْنِ هِبَةِ اللَّهِ الْكِنْدِيُّ الْإِسْكَنْدَرَانِيُّ، ثُمَّ الدِّمَشْقِيُّ، سَمِعَ الْحَدِيثَ عَلَى أَزْيَدَ مِنْ مِائَتَيْ شَيْخٍ وَقَرَأَ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعَ، وَحَصَّلَ عُلُومًا جَيِّدَةً، وَنَظَمَ الشِّعْرَ الْحَسَنَ الرَّائِقَ الْفَائِقَ، وَجَمَعَ كِتَابًا فِي نَحْوٍ مِنْ خَمْسِينَ مُجَلَّدًا، فِيهِ عُلُومٌ جمة أكثرها أدبيات سماها التَّذْكِرَةَ الْكِنْدِيَّةَ، وَقَفَهَا بِالسُّمَيْسَاطِيَّةِ وَكَتَبَ حَسَنًا وَحَسَبَ جَيِّدًا، وَخَدَمَ فِي عِدَّةِ خِدَمٍ، وَوَلِيَ مَشْيَخَةَ دَارِ الْحَدِيثِ النَّفِيسِيَّةِ فِي مُدَّةِ عَشْرِ سِنِينَ وَقَرَأَ صَحِيحَ الْبُخَارِيِّ مَرَّاتٍ عَدِيدَةً، وَأَسْمَعَ الْحَدِيثَ، وَكَانَ يَلُوذُ بِشَيْخِ الْإِسْلَامِ ابْنِ تَيْمِيَّةَ، وَتُوُفِّيَ ببستان عند قبة المسجد لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ سَابِعَ عَشَرَ رَجَبٍ، وَدُفِنَ بِالْمِزَّةِ عَنْ سِتٍّ وَسَبْعِينَ سَنَةً.

الطَّوَاشِيُّ ظَهِيرُ الدِّينِ مختار

البكنسي الخزندار بالقلعة وأحد أمراء الطبلخانات بدمشق، كان زكيا خبيرا فَاضِلًا، يَحْفَظُ الْقُرْآنَ وَيُؤَدِّيهِ بِصَوْتٍ طَيِّبٍ، وَوَقَفَ مَكْتَبًا لِلْأَيْتَامِ عَلَى بَابِ قَلْعَةِ دِمَشْقَ، وَرَتَّبَ لهم الكسوة

إخفاء التشكيل 78 14

2 ابو شامہ مقدسی لکھتا ہے:

الفخر محمّد بن يوسف بن محمّد الكنجي، وكان من أهل العلم بالفقه والحديث، لكنه كان فيه كثرة كلام، وميل إلى مذهب الرافضة، جمع لهم كتباً توافق أغراضهم، وتقرّب بها إلى الرؤساء منهم في الدولتين الإسلامية والتاتارية،

الذيل على الروضتين ص 208

فخر محمد بن یوسف بن محمد گنجی اور وہ فقہ و حدیث کے عالموں میں سے تھا مگر اس کے متعلق بہت کلام کیا گیا ہے اس کا میلان مذہب رافضہ کی طرف تھا ان نے ایک کتاب بھی لکھی جو ان کی غرائض کے موافق تھی اور اس کے سبب اس نے دونوں حکومتوں کا تقرب حاصل کیا اسلامی اور تاتری، ابو شامہ نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ وہ فقہ و حدیث کا عالم تھا، رہی بات اس پر کلام کرنے والوں کی تو مشخص نہیں کلام

کرنے والے کون تھے، اور جہاں تک تہمت رافضیوں سے میلان کی ہے وہ بھی جھوٹ ہے اس کا جواب آخر میں مفصل دیا جائے گا، ابو شامہ نے کتاب کا نام بھی ذکر نہیں کیا تاکہ معلوم ہوتا اس کی مراد کون سی کتاب ہے کیونکہ اس کی کتب میں کوئی نئ چیز نہیں تھی جو اس نے لکھی ہو بلکہ اس سے پہلے ائمہ اہل سنت اپنی کتب میں ان مضامین کی احادیث کو نقل کر چکے تھے، اور یہ بات بھی کذب محض ہے کہ اس کتاب کے ذریعے اس نے روافض و اسلامی و تاتری حکومت کا تقرب حاصل کیا نہ تو شیعہ اس وقت قدرت میں تھے کہ کتاب کے سبب ان سے نفع حاصل کرتا اور نہ ہی وہ دونوں حکومتیں شیعہ پرور تھی کہ کتاب کے سبب ان سے تقرب حاصل کیا جاتا بلکہ وہ دور شیعان حیدر کرار علیہ السلام کی آزمائش کا دور تھا۔

3 یونینی متوفی 726 لکھتا ہے:

الفخر محمد بن يوسف الكنجي كان رجلاً فاضلاً أديباً وله نظم حسن قتل في جامع دمشق بسبب دخوله مع نواب التتر ومن شعره في أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه وعلى آله:

وكان على أرمد العين يبتغي ... دواء فلما لم يحس مداويا

شفاه رسول الله منه بتفلة ... فبورك مرقياً وبورك راقيا

وقال سأعطي الراية اليوم فارساً ... كمياً شجاعاً في الحروب محاميا

يحب الآله والآله يحبه ... به يفتح الله الحصون كما هيا

فخص به دون البرية كلها ... عليا وسماه الوصي المواخيا

رحمه الله وإيانا:

ذيل مراه الزمان المؤلف اليونيني: ص 141/140

فخر محمد بن یوسف کنجی فاضل و ادیب انسان تھاتاتار کے نائب کے ساتھ وارد دمشق ہوا اس سبب قتل کیا گیا اور اس نے امیرالمومنین علی بن ابی طالب (علیہما السلام) رضی اللہ عنہ وآلہ اشعار کہے، ،،،،،،،،، اس پر اور ہم پر اللہ کی رحمت ہو

http://islamport.com/w/tkh/Web/379/148.htm

4 محمد بن احمد صالحي متوفي 744 نے کنجی کا شمار علماء حدیث میں کیا ہے اور اس کے لئے رحمت کی دعا بھی کی ہے:

والمحدِّث فخر الدِّين محمد بن يوسف الكنْجي، قُتِل بجامع دمشق)٤ (، وآخرون، رحمهم الله تعالى.

طبقات علماء الحديث ج 4 ص 226.

https://ketabonline.com/ar/books/97124/read?page=1713&part=1

5 ذہبی نے اس کو حفاظ حدیث میں شمار کیا اور فائدہ مند محدث کہا ہے :

والمحدث المفيد فخر الدين محمد بن يوسف الكنجي قتل بجامع دمشق لدبره وفضوله،

تذكرة الحفاظ ج 4 الصفحة

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3282_%D8%AA%D8%B0%D9%83%D8%B1%D8%A9-

%D8%A7%D9%84%D8%AD%D9%81%D8%A7%D8%B8-%D8%A7%D9%84%D8%B0%D9%87%D8%A8%D9%8A-%D8%AC-%D9%A4/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_241

اپنی دوسری کتاب تاریخ اسلام میں لکھتا ہے :

محمد بن يوسف بن محمد . الفخر الكنجي ، نزيل دمشق . عني بالحديث ، وسمع الكثير ، ورحل وحصّل

محمد بن یوسف بن محمد فخر کنجی دمشق میں اترا (سکونت پذیر ہوا)حدیث کو توجہ دینے والا بہت ساروں سے حدیث سنے والا طلب حدیث کے لے سفر کرنے والا اور (علم) حاصل کرنے والا تھا ۔

https://books.google.iq/books?id=OQl7DwAAQBAJ&pg=PT178&lpg=PT178&dq=%EF%BB%A3%EF%BA%A4%EF%BB%A4%EF%BA%AA+%EF%BA%91%EF%BB%A6+%EF%BB%B3%EF%BB%AE%EF%BA%B3%EF%BB%92+%EF%BA%91%EF%BB%A6+%EF%BB%A3%EF%BA%A4%EF%BB%A4%EF%BA%AA+.+%EF%BA%8D%EF%BB%9F%EF%BB%94%EF%BA%A8%EF%BA%AE+%EF%BA%8D%EF%BB%9F%EF%BB%9C%EF%BB%A8%EF%BA%A0%EF%BB%B2+%D8%8C+%EF%BB%A7%EF%BA%B0%EF%BB%B3%EF%BB%9E+%EF%BA%A9%EF%BB%A3%EF%BA%B8%EF%BB%B3

BB%B2%20%EF%BA%91%EF%BA%8E%EF%BB%9F%EF%BA%A4%EF%BA%AA%EF%BB%B3%EF%BA%9A%20%D8%8C%20%EF%BB%AD%EF%BA%B3%EF%BB%A4%EF%BB%8A%20%EF%BA%8D%EF%BB%9F%EF%BB%9C%EF%BA%9C%EF%BB%B4%EF%BA%AE%20%D8%8C%20%EF%BB%AD%EF%BA%AD%EF%BA%A3%EF%BB%9E%20%EF%BB%AD%EF%BA%A3%EF%BA%BC%D9%91%D9%8E%EF%BB%9E&f=false

<u>6 صفدی لکھتا ہے :</u>

الفخر الكنجي محمد بن يوسف بن محمد بن الفخر الكنجي نزيل دمشق، عني بالحديث وسمع ورحل وحصل، كان إماماً محدثاً لكنه كان يميل إلى الرفض جمع كتباً في التشيع وداخل التتار فانتدب له من تأذى منه فبقر جنبه بالجامع في سنة ثمان وخمسين وست مائة، وله شعر يدل على تشيعه وهو :

وكان علي أرمد العين يبتغي ... دواء فلما لم يحس مداويا

شفاه رسول الله منه بتفلة ... فبورك مرقياً وبورك راقيا

وقال : سأعطي الراية اليوم فارساً ... كمياً شجاعاً في الحروب محاميا

يحب الإله والإله يحبه ... به يفتح الله الحصون كما هيا

فخص بها دون البرية كلها ... علياً وسماه الوصي المؤاخيا

الوافي بالوفيات ج 2 ص 181

محمد بن یوسف بن محمد بن الفخر الکنجی دمشق میں سکونت پذیر حدیث سے شغف رکھنے والا سماعت و حصول حدیث کے لئے سفر کرنے والا وہ امام و محدث تھا مگر یہ کہ اس کا میلان رفض کی طرف تھا اس نے تشیع کے متعلق کتابیں لکھیں، اور اس کے اشعار ہیں جو اس کی تشیع پر دلالت کرتے ہیں۔

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3568_%D8%A7%D9%84%D9%88%D8%A7%D9%81%D9%8A-%D8%A8%D8%A7%D9%84%D9%88%D9%81%D9%8A%D8%A7%D8%AA-%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AF%D9%8A-%D8%AC-%D9%A5/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_162

7 ابن صباغ مالکی متوفی 855

ب . كفاية الطالب :

في مناقب الامام امير المؤمنين علي بن ابي طالب عليه‌السلام ويقع في مائة باب ، وفيه أيضا ذكر المعقبين من أولاد امير المؤمنين ، وذكر من قتل مع الحسين عليه‌السلام
ثم فصل خاص بذكر الائمة المهديين بصورة موجزة ، وقد صحح اكثر المترجمين له نسبة الكتاب هذا الى ابي عبد الله محمد بن يوسف الكنجي الشافعي

الفصول المهمة ص 111

اور کتاب کفایت الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب تالیف ہے امام حافظ ابو عبداللہ محمد بن یوسف کنجی شافعی کی

https://books.rafed.net/view.php?type=c_fbook&b_id=3446

9 شوکانی نے بھی اسے شافعی تسلیم کیا ہے :

محمد بن يوسف الشافعي

فتح الربانی ج 1 ص 974

10 زرکلی کی تحقیق بھی یہی ہے کہ وہ شافعی تھا :

محمد بن يوسف بن محمد، أبو عبد الله ابن الفخر الكنجي : محدث :من الشافعية

الأعلام ج 7 ص 150

وتوفي بدمشق. قال المنذري: كتب الكثير، وجمع (مجاميع) حسنة، وخرّج على جماعة من الشيوخ. من كتبه (كتاب الأربعين الطبية – ط) نشر في مجلة معهد المخطوطات (17: 81) (1) .

الكَنْجي

(000 – 658 هـ = 000 – 1260 م)

محمد بن يوسف بن محمد، أبو عبد الله بن الفخر الكنجي: محدث. من الشافعية نسبته الى (كنجة) بين أصبهان وخوزستان. نزل بدمشق. ومال الى التشيع، وصنف (كفاية الطالب في مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب – ط) و (البيان في أخبار صاحب الزمان – ط) (2) .

ابن مُسدِي

(599 – 663 هـ = 1202 – 1265 م)

محمد بن يوسف بن موسى الأَزْدي المهلبي، أبو بكر، جمال الدين الأندلسي المعروف بابن مسدي:

رافضیت کی تہمت ناصبیوں کی حیلہ رہا ہے ،جب بھی کسی سنی عالم نے فضائل اہل بیت علیہم السلام میں احادیث بیان کی انہوں نے اس پر رافضی ہونے کی مہر لگا دی کنجی کوئی پہلا شخص نہیں جس پر یہ تہمت لگی ہو بلکہ اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی کتنے علماء اہل سنت ہیں جن پر ناصبیوں نے رافضی ہونے کی تہمت لگائی، نسائی جیسے کٹر سنی محدث کو بھی شیعہ کہہ دیا گیا، کنجی شافعی کے امام اور ائمہ اربعہ اہل سنت میں سے ایک عظیم امام پر بھی حب اہل بیت علیہم السلام کے سبب رافضی ہونے کی تہمت لگائی گئی چنانچہ اس کے مشہور اشعار ہیں بیہقی شافعی سے نقل کرتا ہے

إن كان رفضاً حب آل محمد فليشهد الثقلان أني رافضي

اگر آل محمد کی محبت ہی رفض ہے تو دونوں جہاں جان لیں کہ میں رافضی ہوں

مناقب الشافعي ج 2 ص 71

طبری جیسا مورخ، محدث، مفسر بھی اس تہمت سے بچ نہ سکا اس پر بھی رافضیوں کے لئے حدیث گڑھنے کی تہمت لگائی گئی ابن حجر اس کے حالات میں لکھتا ہے:

أحمد بن علي السليماني الحافظ فقال كان يضع للروافض

لسان المیزان ج 5 ص 100

احمد بن علی سلیمانی حافظ نے کہا کہ وہ(طبری) رافضیوں کے لئے حدیث گڑھنے والا تھا۔

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/3345_%D9%84%D8%B3%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D9%85%D9%8A%D8%B2%D8%A7%D9%86-%D8%AC-%D9%A5/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_0?pageno=100

حاکم نیسابوری :اس کے زمانے میں کوی اس کا نظیر نہیں تھا بلکہ متعصب سنی تھا اس پر بھی خبیث رافضی ہونے کا الزام لگا ۔

ذہبی نے اس کے حالات میں ابو اسماعیل انصاری کا قول نقل کیا ہے:

قال ابن طاهر سألت أبا إسماعيل الأنصاري عن الحاكم فقال: ثقة في الحديث رافضي خبيث

كتاب تذكرة الحفاظ ج 3 ص 165

بن هشام نا مالك عن الزهري عن أنس مرفوعا ما أحسن الهدية امام الحاجة هذا باطل وانما رواه الموقري الواهي عن الزهري مرسلا سمعت أبا الحسين اليونيني انا أبو محمد عبد العظيم الحافظ سمعت علي بن المفضل الحافظ سمعت احمد بن محمد الحافظ سمعت محمد بن طاهر الحافظ سمعت سعد بن علي الزنجاني الحافظ بمكة وقلت له أربعة من الحفاظ تعاصروا أيهم احفظ قال من قلت الدارقطني ببغداد وعبد الغني بمصر وابن منده بأصبهان والحاكم بنيسابور فسكت فألححت عليه فقال اما الدارقطني فأعلمهم بالعلل واما عبد الغني فأعلمهم بالأنساب واما بن منده فأكثرهم حديثا مع معرفة تامة وأما الحاكم فأحسنهم تصنيفا قال بن طاهر سألت أبا إسماعيل الأنصاري عن الحاكم فقال ثقة في الحديث رافضي خبيث ثم قال بن طاهر كان شديد التعصب للشيعة في الباطن وكان يظهر التسنن في التقديم والخلافة وكان منحرفا عن معاوية وآله متظاهرا بذلك ولا يعتذر منه قلت اما انحرافه عن خصوم علي فظاهر واما أمر الشيخين فمعظم لهما بكل حال فهو شيعي لا رافضي وليته لم يصنف المستدرك فإنه غض من فضائله بسوء تصرفه قال الحافظ أبو موسى كان الحاكم دخل الحمام واغتسل وخرج فقال آه فقبض روحه وهو متزر لم يلبس قميصه بعد وصلى عليه القاضي أبو بكر الحيري توفي الحاكم في صفر سنة خمس وأربع مائة رحمه الله تعالى

(3/1045)

http://islamport.com/d/1/trj/1/123/2788.html

بعض نے فضائل اہل بیت علیہم السلام میں لکھی اس کی کتابوں کے سبب اس کو شیعہ کہا ہے، یہ الزام نیا نہیں ہے یہ اتہام خصائص علی لکھنے کے سبب نسائی پر بھی لگ چکا ہے، اس کے شیعہ ہونے کی دوسری دلیل جو صفدی نے پیش کی وہ اشعار ہیں جن کی نسبت گنجی کی طرف دے کر اس کو شیعہ کہا درحقیقت وہ اشعار حسان ابن ثابت صحابی کے ہیں چنانچہ گنجی کی ولادت سے بھی بہت پہلے علماء ان کو اپنی کتب میں نقل کر چکے تھے ابن مغازلی مالکی نے اپنی معروف کتاب مناقب میں ان اشعار کو دارقطنی کی سند سے نقل کیا ہے۔

المناقب ص 247

گنجی پر کوی بھی ایسی جرح نہیں جو ثابت ہو بلکہ اس سے پہلے بڑے بڑے ائمہ اہل سنت پر کفر کے فتوے لگ چکے ہیں جرح اس وقت قابل قبول ہے جب وہ مفسر ہو نووی لکھتا ہے :

لا يقبل الجرح إلا مفسرا

المجموع ج 2 ص 535

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/860_%D8%A7%D9%84%D9%85%D8%AC%D9%85%D9%88%D8%B9-%D8%AC-

%D9%A2%D9%A0/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_0?pageno=136

خلاصہ یہ کہ علماء اہل سنت نے گنجی کو، امام ،حافظ، فقیہ، محدث مفید ، فخرالدین، اہل حدیث، عالم فاضل ،ادیب وغیرہ کے القاب سے نوازا ہے جیسا کہ علماء اہل سنت نے اسے امام تسلیم کیا ہے یہاں ذہبی کا ذکر کردہ قانون بیان کرنا بھی لطف سے خالی نہیں لکھا ہے:

إذا ثبتت إمامة الرجل وفضله، لم يضره ما قيل فيه

الكتاب : سير أعلام النبلاء- ج 8 ص 448

وقال أبو عبيد، وابن المديني، وابن معين، وابن نمير، والبخاري، وآخرون: مات سنة سبع بمكة.

زاد بعضهم في أول المحرم.

وقال هشام بن عمار: يوم عاشوراء منها.

قلت: وله نيف وثمانون سنة، وهو حجة كبير القدر.

ولا عبرة بما نقله أحمد بن أبي خيثمة، سمعت قطبة بن العلاء يقول: تركت حديث فضيل بن عياض، لانه روى أحاديث أزرى على عثمان بن عفان.

قلت: فلا نسمع قول قطبة، ليته اشتغل بحاله، فقد قال البخاري: فيه نظر، وقال النسائي وغيره: ضعيف.

وأيضا فالرجل صاحب سنة واتباع.

قال أحمد بن أبي خيثمة: حدثنا عبد الصمد بن يزيد الصائغ، قال: ذكر عند الفضيل وأنا أسمع الصحابة، فقال: اتبعوا فقد كفيتم: أبو بكر وعمر وعثمان وعلي رضي الله عنهم.

قلت: إذا كان مثل كبراء السابقين الاولين قد تكلم فيهم الروافض والخوارج، ومثل الفضيل يتكلم فيه، فمن الذي يسلم من ألسنة الناس، لكن إذا ثبتت إمامة الرجل وفضله، لم يضره ما قيل فيه، وإنما الكلام في العلماء مفتقر إلى وزن بالعدل والورع.

وأما قول ابن مهدي: لم يكن بالحافظ، فمعناه: لم يكن في علم الحديث كهؤلاء الحفاظ البحور، كشعبة، ومالك وسفيان، وحماد، وابن المبارك، ونظرائهم، لكنه ثبت قيم بما نقل، ما أخذ عليه في حديث فيما علمت.

وهل يراد من العلم إلا ما انتهى إليه الفضيل رحمة الله عليه ؟.

(8/448)

http://islamport.com/d/1/trj/1/161/3744.html

اگر کسی شخص کی امامت ثابت ہوجائے تو پھر اگر اس کے متعلق کچھ کہا جائے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچاتا، اسی طرح حافظ کے لقب سے بھی اس کے علم رجال و حدیث میں ماہر ہونے کا علم ہوتا ہے لفظ حافظ کے متعلق ابن حجر لکھتا ہے:

فللحافظ في عرف المحدثين شروط إذا اجتمعت في الراوي سموه حافظا .

[شروط التسمية بالحافظ :]

1 – وهو الشهرة بالطلب والأخذ من أفواه الرجال لا من الصحف .

2 – والمعرفة بطبقات الرواة ومراتبهم .

3 – والمعرفة بالتجريح والتعديل، وتمييز الصحيح من السقيم حتى يكون ما يستحضره من ذلك أكثر مما لا يستحضره مع استحضار الكثير من المتون

النكت علي كتاب ابن الصلاح ج 1 ص 268

حافظ عرف محدثین میں اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں (یہ) شرطیں پای جاتی ہوں

1 وہ طلب حدیث میں شہرت رکھتا ہو خود راویوں سے حدیث سنتا ہو نہ کہ صفحات (کتابوں) سے نقل کرتا ہو۔

2 راویوں کے طبقات اور ان کے مراتب کا علم رکھتا ہو۔

3 اور (راویوں کی) جرح و تعدیل اور صحیح و غیر صحیح (احادیث) کا علم رکھتا ہو،پس کنجی پر تمام اعتراضات نردود و باطل قرار پائے۔

http://islamport.com/w/mst/Web/2333/243.htm

اس حدیث کی تائید ابن مغازلی کی روایت سے بھی ہوتی ہے:

أخبرنا أبو طاهر محمد بن علي بن محمد البيع، قال: أخبرنا أبو عبد الله أحمد بن محمد بن عبد الله بن خالد الكاتب، قال: حدثنا أحمد بن جعفر بن محمد بن سلم الختلي قال: حدثني عمر بن أحمد

بن روح، حدثني أبو طاهر يحيى بن الحسن العلوي، قال: حدثني محمد بن سعيد الدارمي حدثنا موسى بن جعفر، عن أبيه، عن محمد بن علي، عن أبيه علي بن الحسين، قال: كنت جالساً مع أبي ونحن زائرون قبر جدنا عليه السلام، وهناك نسوان كثيرة، إذ أقبلت امرأة منهن فقلت لها: من أنت يرحمك الله؟ قالت: أنا زيدة بنت قريبة بن العجلان من بني ساعدة. فقلت لها: فهل عندك شيئاً تحدثينا؟ فقالت: إي والله حدثتني أمي أم العارة بنت عبادة بن نضلة بن مالك بن عجلان الساعدي .. أنها كانت ذات يوم في نساءٍ من العرب إذ أقبل أبو طالب كئيباً حزيناً، فقلت له: ما شأنك يا أبا طالب؟ قال: إن فاطمة بنت أسد في شدة المخاض، ثم وضع يديه على وجهه. فبينا هو كذلك، إذ أقبل محمد صلى الله عليه وسلم فقال له: ((ما شأنك يا عم؟)) فقال: إن فاطمة بنت أسد تشتكي المخاض، فأخذ بيده وجاء وهي معه فجاء بها إلى الكعبة فأجلسها في الكعبة، ثم قال: ((اجلسي على اسم الله!)) قال: فطلقت طلقة فولدت غلاماً مسروراً، نظيفاً، منظفاً لم أر كحسن وجهه، فسماه أبو طالب علياً وحمله النبي صلى الله عليه وسلم حتى أداه إلى منزلها. قال علي بن الحسين عليهم السلام: فوالله ما سمعت بشيء قط إلا وهذا أحسن منه.

ام عارہ بنت عباد کہتی ہیں کہ ایک دن میں عرب عورتوں کے پاس تھی کہ ابو طالب مغموم و پریشان تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: ابوطالب! کیا ہوا؟وہ کہنے لگے: فاطمہ بنت اِسد اس وقت سخت دردِ زہ میں مبتلا ہیں۔ یہ کہہ کر انہوں نے دونوں ہاتھ منہ پر رکھ لیے۔اسی اثنا میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا :چچاجان کیامسئلہ ہے؟انہوں نے بتایا: فاطمہ بنت اِسد دردِ زہ سے دوچار ہیں۔ان کو کعبہ میں لا کر بٹھا دیا گیا۔پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر بیٹھ جائیے۔انہوں نے ایک خوش،صاف ستھرا اور حسین ترین بچہ جنم دیا۔ابو طالب نے اس کا نام علی رکھ دیا۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس بچے کو اٹھا کر گھر لائے۔

مناقب علي بن أبي طالب لابن مغازلي الشافعي، ص 58-59

https://al-maktaba.org/book/31790/9

مولده (عليه السلام):

٣ ـ أخبرنا أبو طاهر محمّد بن عليّ بن محمّد البَيِّع[1] قال: أخبرنا أبو عبد الله أحمد بن محمّد بن عبد الله بن خالد الكاتب قال: حدَّثنا أحمد بن جعفر بن محمّد بن سلم الخُتُلِيّ[2] قال: حدَّثني عمر بن أحمد بن روح الساجيُّ، حدَّثني أبو طاهر يحيى بن الحسن العلويّ قال: حدَّثني محمّد بن سعيد الدارميُّ، حدَّثنا موسى بن جعفر عن أبيه، عن محمّد بن عليّ، عن أبيه عليّ بن الحسين قال: كنت جالساً مع أبي ونحن زائرون قبر جدّنا(عليه السّلام) وهناك نسوان كثيرة، إذ أقبلت امرأة منهنَّ فقلت لها: من أنت يرحمك الله؟ قالت: أنا زيدة بنت قَريبة بن العجلان من بني ساعدة، فقلت لها: فهل عندك شيء تحدّثينا؟ فقالت: إي والله، حدَّثتني أمّي أُمُّ عمارة بنت عبادة بن نضلة بن مالك بن العجلان الساعديّ أنّها كانت ذات يوم في نساء من العرب، إذ أقبل أبو طالب كئيباً حزيناً، فقلت له: ما شأنك يا أبا طالب؟ قال: إنَّ فاطمة بنت أسد في شدَّة المخاض، ثمَّ وضع يديه على وجهه.

فبينما هو كذلك، إذ أقبل محمّد (صلّى الله عليه وسلّم) فقال له: ما شأنك يا عمّ؟ فقال: إنَّ فاطمة بنت أسد تشتكي المخاض، فأخذ بيده وجاء وهي معه، فجاء بها إلى الكعبة فأجلسها في الكعبة، ثمَّ قال: اجلسي على اسم الله قال: فطلقت طلقة فولدت غلاما مسرورا نظيفاً منظّفاً، لم أرَ كحسن

(١) هو أبو طاهر محمد بن علي بن محمد بن عبد الله البغدادي البيع: بيع السمك (٣٨٥ ـ ٤٥٠) كان ثقة، توفي سلخ ربيع الآخر سنة خمسين وأربعمائة ببغداد، على ما في اللباب ١/١٩٨، تاريخ بغداد ٣/١٠٦.

(٢) ضبطه الذهبي في المشتبه بخاء مضمومة ومثناة ثقيلة (مضمومة أيضاً) قال: عمر بن جعفر بن احمد بن سلم الختلي وأخوه احمد مشهوران.
وقال الفيروز آبادي: وختل كسكر كورة بما وراء النهر منها... عمر وأحمد ابنا جعفر، وعليه فالتاء المثناة مفتوحة لا مضمومة.

وجهه، فسماه أبو طالب علياً، وحمله النبيُّ (صلّى الله عليه وآله) حتّى أدّاه إلى منزلها[1].

قال عليُّ بن الحسين(عليهما السّلام): فوالله ما سمعت بشيء قط إلاّ وهذا احسن منه.

كنيته (عليه السلام):

له كنيتان إحداهما: أبو الحسن ...

٤ ـ أخبرنا أبو بكر أحمد بن محمّد ... قال: أخبرنا القاضي أبو الفرج أح... المعلّى الخيوطي[3] قال: سمعت ... الزعفراني المعدّل قال: حدَّثنا أحمد ... بن أبي طالب أبو الحسن.

٥ ـ أخبرنا أحمد ... ذي الحجّة من سنة خمس... ابن محمّد بن المعلّى ال... الحسين بن سعيد الزعفر... أبي طالب قال: أخبرنا ...

(١) أخرجه العلامة ابن الصباغ ... المالكي، وأخرجه الحافظ ... عن مؤلفنا ابن المغازلي ... ٣٨٨ ط لاهور.

(٢) قال في اللباب ٢/٢٧٠: الطاواني ... الوهاب بن طاوان البزار الواسطي الطاواني.

(٣) قال في الأنساب ٥/٢٦٤: الخيوطي بضم الخاء والياء، ... الفرج أحمد بن علي الخيوطي.

مناقب الامام علي بن أبي طالب عليه السلام
للفقيه أبي الحسن علي بن محمد الشافعي الشهير بابن المغازلي

ابو الحسن المغازلي : الامام علي ولد في داخل الكعبة

اس روایت کو رد کرنے کے لیے امن پوری منافق لکھتا ہے :

تبصرہ: یہ جھوٹی روایت ہے، کیونکہ :

- 1 اس کا راوی ابو طاہر یحییٰ بن حسن علوی کون ہے، کوئی پتہ نہیں۔
- 2 محمد بن سعید دارمی کی توثیق درکار ہے۔
- 3 زیدہ بنت قریبہ کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔
- 4 ان کی ماں ام العارہ بنت ِعبادہ کون ہے، معلوم نہیں۔

پے در پے ''مجہول''راویوں کی بیان کردہ روایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

فاکہی کی روایات سے بھی ان روایات کی تائید ہوتی ہے :

حدثنا إبراهيم بن أبي يوسف، قال: ثنا يحيى بن سليم، عن إسماعيل بن أمية، قال: سمعت عطاء بن أبي رباح، رضي الله عنه يقول: سمعت عبيد بن عمير، يقول: «سمعت عمر بن الخطاب،،،،وأول من ولد في الكعبة من بني هاشم من المهاجرين: علي بن أبي طالب

اور نبی ہاشم میں سے کعبہ میں پیدا ہونے والے علی بن ابی طالب (علیہما السلام) ہیں

أخبار مكة، ج 3 ص 226

http://lib.efatwa.ir/42060/3/198/%D8%A8%D9%8E%D9%86%D9%90%D9%8A

٢٢٦ أخبار مكة في قديم الدّهر وحديثه

٢٠١٨ – حدّثنا ابراهيم بن أبي يوسف ، قال : ثنا يحيىٰ بن سُلَيم ، عن اسماعيل بن أمية ، قال : سمعت عطاء بن أبي رباح – رضي الله عنه – يقول : سمعتُ عُبَيد بنَ عُمير يقول : سمعت عمرَ بن الخطاب – رضي الله عنه – يقنت ههنا في الفَجْر بمكة.

وأول مَنْ شرب من ماء زمزم مُسْلِمًا : أبو ذر الغفاري – رضي الله عنه[١] – .

وأول بئر كانت بمكة : زمزم[٢] .

وأول من أجرى عينًا بمكة : معاويةُ – رضي الله عنه – .

وأول من عمل الجِصَّ والآجُرَّ بمكة وبنى به : معاويةُ – رضي الله عنه – .

وأول من وُلِدَ في الكعبة : حكيمُ بن حِزام – رضي الله عنه[٣] – .

وأول من أحرق الكعبة : الحُصَيْنُ بنُ نُمَيْر ، في زمن ابن الزبير – رضي الله عنهما[٤] – .

وأول من وُلِدَ في الكعبة من بني هاشم من المهاجرين : علي بن أبي طالب – رضي الله عنه – .

وأول من سَنَّ الركعتين عند القتل : خُبَيْبُ بن عَدِيّ – رضي الله عنه[٥] – .

٢٠١٨– شيخ المصنّف لم أقف عليه ، وبقية رجاله موثقون.
رواه ابن أبي شيبة ١٢٨/١٤ – ١٢٩ بإسناده إلى عطاء.

١) رواه مسلم ٣٠/١٦ بإسناده إلى أبي ذر. ٢) شفاء الغرام ٢٤٧/١.
٣) سيأتي برقم (٢٠٣٦). ٤) الأزرقي ٢٠٣/١ ، وشفاء الغرام ٩٧/١.
٥) رواه ابن أبي شيبة ٩٩/١٤ ، ١٣٨ بإسناده إلى ابن أبي نَجيح ، وعبد الله بن أبي بكر. وأنظر الحلية ١١٣/١.
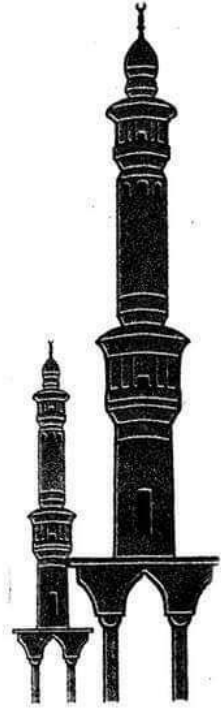
اس کی رد میں منافق پھر لکھتا ہے :

تبصرہ: اس قول کی سند ’’ضعیف‘‘ ہے، کیونکہ امام فاکہی کے استاذ ابراہیم بن ابو یوسف کے حالاتِ زندگی نہیں مل سکے۔ شریعت نے ہمیں ثقہ اور معتبر راویوں کی روایات کا مکلف ٹھہرایا ہے،نہ کہ مجہول اور غیر معتبر راویوں کے بیان کردہ قصے کہانیوں کا۔

/http://mazameen.ahlesunnatpk.com/moulood-e-kaaba

<u>بخاری کو پوجنے والوں سے ایک چھوٹا سا سوال:</u>

بخاری نے اپنی صحیح میں بھی مجہول افراد کے توسط سے روایت نقل کی ہے

3642 – حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا شَبِيبُ بْنُ غَرْقَدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الحَيَّ يُحَدِّثُونَ، عَنْ عُرْوَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَعْطَاهُ دِينَارًا يَشْتَرِي لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِينَارٍ، وَجَاءَهُ بِدِينَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِي بَيْعِهِ، وَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيهِ»، قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ الحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جَاءَنَا بِهَذَا الحَدِيثِ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَهُ شَبِيبٌ مِنْ عُرْوَةَ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ شَبِيبٌ إِنِّي لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ، قَالَ سَمِعْتُ الحَيَّ يُخْبِرُونَهُ عَنْهُ،

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم کو سفیان بن عیینہ نے خبر دی، کہا ہم سے شبیب بن غرقدہ نے بیان کیا کہ ` میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں سے سنا تھا، وہ لوگ عروہ سے نقل کرتے تھے (جو ابوالجعد کے بیٹے اور صحابی تھے) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک دینار دیا کہ وہ اس کی ایک بکری خرید کر لے آئیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا۔ اور بکری بھی پیش کر دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ان کی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی۔ پھر تو ان کا یہ حال ہوا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں انہیں نفع ہو جاتا۔ سفیان نے کہا کہ حسن بن عمارہ نے ہمیں یہ حدیث پہنچائی تھی شبیب بن غرقدہ سے۔ حسن بن عمارہ نے کہا کہ شبیب نے یہ حدیث خود عروہ رضی اللہ عنہ سے سنی تھی۔ چنانچہ میں شبیب کی خدمت میں گیا تو انہوں نے بتایا کہ میں نے یہ حدیث خود عروہ سے نہیں سنی تھی۔ البتہ میں نے اپنے قبیلہ کے لوگوں کو ان کے حوالے سے بیان کرتے سنا تھا۔

صحيح البخاري،كِتَاب الْمَنَاقِبِ،28 بَابٌ ،حديث 3642

https://www.urdupoint.com/islam/hadees-detail/sahih-bukhari/hadees-no-29337.html

اس حدیث پر بھی امن پوری ناصبی کا تبصرہ نقل کیا جایے

(پے در پے ''مجہول''راویوں کی بیان کردہ روایت کا کیا اعتبار ہو سکتا ہے؟

شریعت نے ہمیں ثقہ اور معتبر راویوں کی روایات کا مکلف ٹھہرایا ہے،نہ کہ مجہول اور غیر معتبر راویوں کے بیان کردہ قصے کہانیوں کا۔)

کیا منافق امن پوری یا دیگر منافقین بخاری کی اس روایت کو (جھوٹی)کہنے کی جرات رکھتے ہیں؟ اگر ایرے غیرے کی فضیلت تراشی یا حلال و حرام کے مسائل میں کوی روایت مجہول افراد سے نقل ہو کہ جنکے نام بھی معلوم نہوں بلکہ جنکا مسلمان ہونا بھی ثابت نہ ہو تو یہ منافقین صحیح صحیح کی رٹ لگا کر اس کو دل و جان سے قبول کر لیتے ہیں مگر اگر کوئی روایت اہل بیت علیہم السلام کی شان میں ہو تو اس کو رد کرنے کے لیے پوری قوت صرف کر دیتے ہیں اس وجہ فقط یہ ہے کہ یہ بات حدیثوں کی کتابوں میں بیاں ہے بغض علی عقیدہ نہیں ماں کی خطا ہے۔

ان روایات کی تائید مزید ابو زکریا کی روایت سے بھی ہوتی ہے:

حدثنا ابن فيروز الأنبارى عن محمد بن وهب الدمشقى قال: حدثنا الهيثم بن عمران قال: حدثنى جدى قال: استخلف يزيد بن الوليد ستة أشهر ثم مات بالخضراء بدمشق ودفن بباب الصغير، وكان عمره اثنتين وثلاثين سنة، وكان ولد فى الكعبة ولم يولد فيها خليفة غير أمير المؤمنين على بن أبي طالب عليه السلام

تاريخ موصل 58-

الجمهورية العربية المتحدة
المجلس الأعلى للشئون الإسلامية
لجنة إحياء التراث الإسلامي

تاريخ الموصل

تأليف
الشيخ أبي زكريا يزيد بن محمد بن إياس بن القاسم الأزدي
"ت ٣٣٤هـ - ٩٤٥م"

تحقيق
دكتور علي حبيبة

يشرف على إصدارها
محمد توفيق عويضة

الكتاب
الثالث عشر

القاهرة
١٣٨٧ هـ - ١٩٦٧ م

سنة ١٢٦

المعيشة بين المسلمين ، وتكونوا فيه سواء ، ولا أجمّد(١) ثغوركم فتفتتنوا ، ويفتتن أهاليكم ، فإن أردتم بيعتى على الذى بذلت لكم ، فأنا لكم ، وإن ملت فلا بيعة لى عليكم ، فإن رأيتم أحدا أقوى عليها منى وأردتم بيعته فأنا أول من يبايع ، ويدخل فى طاعته / ، أقول قولى هذا وأستغفر الله العظيم لى ولكم ولجميع المسلمين ».

وتوفى فى هذه السنة من الفقهاء وحملة العلم عمرو بن دينار مولى ابن زاذان(٢) بمكة ، وسعيد بن أبى سعيد البصرى بالمدينة ، وثابت البنانى بالبصرة ، وسليمان بن حبيب بالشام – وكان قاضياً – . وفيها ولد عبد الرزاق بن همام(٣) .

وولى يزيد بن [الوليد] منصور [بن جمهور](٤) العراق ، فبلغ خبره يوسف بن عمر فهرب إلى الشام ، فأخذه يزيد فحبسه .

وفيها مات يزيد بن الوليد بن عبد الملك .

وخرج على يزيد أبو محمد السفيانى وهو زياد بن عبد الله بن خالد بن يزيد بن معاوية فأخذ أسيرا ، فأتى به يزيد قبل وفاته فحبسه . حدثنا ابن فيروز الأنبارى عن محمد بن وهب الدمشقى قال : حدثنا الهيثم بن عمران قال : حدثنى جدى قال : استخلف يزيد ابن الوليد ستة أشهر ثم مات بالخضراء بدمشق ودفن بباب الصغير(٥) ، وكان عمره اثنتين(٦) وثلاثين سنة ، وكان ولد فى الكعبة(٧) ولم يولد فيها خليفة غير أمير المؤمنين على بن أبى طالب عليه السلام .

وكان يزيد ولى عهده(٨) لأخيه إبراهيم بن الوليد ولعبد العزيز [بن الحجاج](٩)

(١) هكذا العبارة بالأصل ، وفى كثير من المراجع : « اجمركم » وجمر الجند ابقاهم فى ثغر العدو ولم يقفلهم ، انظر تاريخ الطبرى ١٨٣٥/٢ ، والبيان والتبيين للجاحظ ١٤٤/٢ ، والبداية والنهاية ١٣/١٠ .

(٢) فى شذرات الذهب لابن العماد : مولى ابن باذان ١٧١/١ .

(٣) انظر ص ٣٧٨ .

(٤) فى الأصل : وولى يزيد بن منصور العراق والتصحيح من تاريخ الطبرى ١٨٣٦/٢ ، والبداية لابن كثير ١٤/١٠ .

(٥) انظر مروج الذهب للمسعودى ١٤٩/٢ .

(٦) فى الأصل : اثنين .

(٧) ربما ذهبت أمه الى مكة للتبرك او للحج فولدته هناك .

(٨) فى الأصل : « عهد » .

(٩) فى الأصل : « ولعبد العزيز بن عبد الملك » والتصحيح من ص ٦٢ ، وتاريخ الطبرى ١٨٦٩/٢ ، والبداية والنهاية لابن كثير ١٥/١٠ .

— ٥٨ —

<u>سند میں کوئی رافضی نہیں بلکہ سب کا تعلق اہل سنت سے ہے :</u>

- عیسی بن فیروز ابو موسی الانباري کا شمار حنبلی علماء میں ہوتا ہے ابو یعلی نے طبقات الحنابلة ج1 ص 246 میں اس کا ذکر احمد بن حنبل کے شاگردوں میں کیا ہے ،**عيسى بن فيروز الأنباري أبو موسى سمع من إمامنا أشياء**

http://islamport.com/w/trj/Web/2368/97.htm

- دوسرا راوی محمد بن وہب ہے بخاری کا راوی ہے دارقطنی و ذہبی وغیرہ نے اس کی توثیق کی ہے:

246- مُحَمَّدُ بنُ وَهْبِ بنِ عَطِيَّةَ السُّلَمِيُّ) * خَ، ق(

الإِمَامُ، المُفْتِي، أَبُو عَبْدِ اللهِ السُّلَمِيُّ، الدِّمَشْقِيُّ.

حَدَّثَ عَنْهُ :بَقِيَّةُ بنُ الوَلِيْدِ، وَمُحَمَّدُ بنُ حَرْبٍ، وَالوَلِيْدُ، وَعِرَاكُ بنُ خَالِدٍ.

وَعَنْهُ :الذُّهْلِيُّ، وَأَبُو حَاتِمٍ، وَالرَّمَادِيُّ، وَعُبَيْدُ بنُ شَرِيْكٍ، وَعَلِيُّ بنُ مُحَمَّدٍ الجَكَّانِيُّ.

وَثَّقَهُ :الدَّارَقُطْنِيُّ

سير أعلام النبلاء ج 10 ص 670

https://al-maktaba.org/book/10906/7155

- تیسرا راوی ہیثم بن عمران بن عبد اللہ بن جرول :

ابن ابی حاتم نے اس کا ذکر بغیر جرح و تعدیل کے کیا ہے

الجرح والتعديل ج 9 ص 82

ابن حبان نے اسے ثقات میں شمار کیا ہے

الثقات ج 7 ص 577،

- چوتھا راوی عبداللہ بن جرول العنسی دمشقی تابعی ہے ابن حبان نے اس کا شمار ثقات میں کیا ہے

الثقات ج 5 ص 63

خطیب نے اسے شام کے افضل ترین لوگوں میں شمار کیا ہے

من افاضل اهل الشام

المتفق والمفترق ج 3 ص 1427

ابن عساکر نے اس امر کی تصریح کی ہے کہ اس نے ضحاک بن قیس صحابی سے سنا تھا،

سمع الضحاك بن قيس الفهري على منبر دمشق

تاريخ مدينة دمشق ج 27 ص 244

ضحاک بن قیس 64 ہجری میں حلاک ہوا، اس وقت عبداللہ بن جرول کی عمر اتنی تھی کہ وہ ضحاک کے کلام کو یاد کر سکے و سمجھ سکے قابل غور امر یہ ہے کہ عبداللہ شامی ہے اور اس وقت شام ناصبیوں کا گڑھ تھا گویا ناصبیوں کے گڑھ میں بھی یہ بات عام تھی کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں ہوی

یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن جرول تابعی ہے اور اس نے ولادت امیرالمومنین علیہ السلام کے وقت کو درک نہیں کیا جسکا جواب یہ ہے کہ تابعی کی مرسل جمہور اہل سنت کے نزدیک حجت ہے ملا علی قاری لکھتا ہے :

(مُرْسَلُ التَّابِعِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ)

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح ، ج 9 ، ص 434

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح

5247 - وَعَنْ أُمَيَّةَ بْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُسَيْدٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - «عَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ» ". رَوَاهُ فِي (شَرْحِ السُّنَّةِ) .

5247 - (وَعَنْ أُمَيَّةَ) : بِالتَّصْغِيرِ (ابْنِ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَسِيدٍ) : بِفَتْحٍ فَكَسْرٍ لَمْ يَذْكُرْهُ الْمُؤَلِّفُ فِي أَسْمَائِهِ، وَنُقِلَ مِنْ مِيرَكَ عَنِ التَّصْحِيحِ أَنَّهُ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ: أُمَيَّةُ بْنُ خَالِدٍ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ وَقَالَ: وَلَا يَصِحُّ عِنْدِي صُحْبَتُهُ، وَالْحَدِيثُ مُرْسَلٌ. قَالَ: مُرْسَلُ التَّابِعِيِّ حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ، فَكَيْفَ مُرْسَلُ مَنِ اخْتُلِفَ فِي صِحَّةِ صُحْبَتِهِ؟ (عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَسْتَفْتِحُ) أَيْ: يَطْلُبُ الْفَتْحَ وَالنُّصْرَةَ عَلَى الْكُفَّارِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى (بِصَعَالِيكِ الْمُهَاجِرِينَ) أَيْ: بِفُقَرَائِهِمْ وَبِبَرَكَةِ دُعَائِهِمْ. وَفِي النِّهَايَةِ أَيْ: يَسْتَنْصِرُ بِهِمْ، وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى: {إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ} [الأنفال: 19] وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: بِأَنْ يَقُولَ: اللَّهُمَّ انْصُرْنَا عَلَى الْأَعْدَاءِ بِحَقِّ عِبَادِكَ الْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ، وَفِيهِ تَعْظِيمُ الْفُقَرَاءِ وَالرَّغْبَةُ إِلَى دُعَائِهِمْ وَالتَّبَرُّكِ بِوُجُوهِهِمْ أَقُولُ: وَلَعَلَّ وَجْهَ التَّقْيِيدِ بِالْمُهَاجِرِينَ لِأَنَّهُمْ فُقَرَاءُ غُرَبَاءُ مَظْلُومُونَ مُجْتَهِدُونَ مُجَاهِدُونَ، فَيُرْجَى تَأْثِيرُ دُعَائِهِمْ أَكْثَرَ مِنْ عَوَامِّ الْمُؤْمِنِينَ وَأَغْنِيَائِهِمْ، وَالصَّعَالِيكُ جَمْعُ صُعْلُوكٍ كَعُصْفُورٍ الْفَقِيرُ عَلَى مَا فِي الْقَامُوسِ. (رَوَاهُ) أَيِ: الْبَغَوِيُّ (" فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ") . بِإِسْنَادِهِ، وَحَيْثُ أَطْلَقَهُ وَمَا بَيَّنَ إِرْسَالَهُ دَلَّ عَلَى أَنَّهُ قَالَ بِصُحْبَةِ الرَّاوِي وَاتِّصَالِ سَنَدِهِ، مَعَ أَنَّهُ مُعْتَضِدٌ فِي الْمَعْنَى بِمَا سَبَقَ مِنْ حَدِيثِ: «إِنَّمَا تُنْصَرُونَ بِضُعَفَائِكُمْ» ، ثُمَّ رَأَيْتُ فِي الْجَامِعِ أَنَّهُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَلَفْظُهُ: «كَانَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَسْتَفْتِحُ وَيَسْتَنْصِرُ

یہ چار روایات ہیں اگر یہ سند ضعیف بھی ہوتی تم بھی قابل احتجاج تھی ائمہ اہل سنت نے روایات کے رد و قبول کے کچھ اصول بنالیے ہیں ایک قاعد یہ بھی ہے اگر ایک روایت متعدد طرق سے وارد ہو اگر سندا ضعیف بھی ہو تو طرق ضعف کا جبران کر دیتے ہیں اور روایت قابل احتجاج ہو جاتی ہے چنانچہ بدر الدین عینی نووی سے نقل کرتا ہے۔

وقال النووى فى (شرح المهذب): ان الحديث اذا روى من طرق ومفرداتها ضعاف يحتج به، على انا نقول: قد شهد لمذهبنا عدة احاديث من الصحابة بطرق مختلفة كثيرة يقوى بعضها بعضا، وان كان كل واحد ضعيفا.

اور نووی نے شرح مہذب میں کہا ہے کہ اگر کوی حدیث مختلف ضعیف طرق سے روایت ہو تو بھی قابل احتجاج ہوتی ہے، ہم کہتے ہیں ہمارے اس دعوے کی دلیل پر وہ روایات ہیں جو صحابہ سے بہت سے ضعیف طرق سے نقل ہوئ ہیں جو بعض کو بعض تقویت دیتی ہیں

عمدة القاری شرح صحیح البخاری، ج3 ص 307

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/1808_%D8%B9%D9%85%D8%AF%D8%A9-%D8%A7%D9%84%D9%82%D8%A7%D8%B1%D9%8A-%D8%A7%D9%84%D8%B9%D9%8A%D9%86%D9%8A-%D8%AC-%D9%A3/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_307

وہابیوں کا گرو گھنٹال ابن تیمیہ منافق بھی اس اصول کا قائل تھا لکھتا ہے :

تعدّد الطرق وكثرتها يقوى بعضها بعضا حتى قد يحصل العلم بها ولو كان الناقلون فجّارا فسّاقا

(روایت کے) مختلف طرق ایک دوسرے کو مضبوط کرتے ہیں یہاں تک کہ اس سے علم حاصل ہوتا ہے (یعنی خبر کی تصدیق ہوتی ہے)چاہیے بیان کرنے والے بڑے فاسق و فاجر ہی کیوں نہ ہوں

کتب ورسائل وفتاوی شیخ الاسلام ابن تیمیة، ج 18 ص26

https://www.islamweb.net/ar/fatwa/305935/%D8%A7%D9%84%D8%AA%D8%AD%D8%B3%D9%8A%D9%86-%D9%88%D8%A7%D9%84%D8%AA%D8%B5%D8%AD%D9%8A%D8%AD-%D8%A8%D9%83%D8%AB%D8%B1%D8%A9-%D8%B7%D8%B1%D9%82-%D8%A7%D9%84%D8%AD%D8%AF%D9%8A%D8%AB-%D8%A8%D9%8A%D9%86-%D8%A7%D9%84%D8%A7%D8%B9%D8%AA%D8%A8%D8%A7%D8%B1-%D9%88%D8%B9%D8%AF%D9%85%D9%87

اس اصول پر بھی روایات قابل قبول ہیں ،اہل سنت کے یہاں مسلم اصول ہے کہ فضائل میں ضعیف احادیث بھی قابل قبول ہوتی ہیں۔

نووی لکھتا ہے

ويجوز عند أهل الحديث وغيرهم التساهل في الأسانيد ورواية ما سوى الموضوع من الضعيف ، والعمل به من غير بيان ضعفه في غير صفات الله تعالى والأحكام كالحلال والحرام

اہل حدیث کے نزدیک ضعیف سندوں میں تساہل (نرمی) برتنا اور موضوع کو چھوڑ کر ضعیف حدیثوں کو روایت کرنا اور ان پر عمل کرنا ان کا ضعف بیان کیے بغیر جائز ہے، مگر اللہ کی صفات اور حلال و حرام جیسے احکام کی حدیثوں میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔

تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي ص 455

تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي

وَيَجُوزُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمُ التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ وَرِوَايَةُ مَا سِوَى الْمَوْضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ، وَالْعَمَلُ بِهِ مِنْ غَيْرِ بَيَانِ ضَعْفِهِ فِي غَيْرِ صِفَاتِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْأَحْكَامِ كَالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَمِمَّا لَا تَعَلُّقَ لَهُ بِالْعَقَائِدِ وَالْأَحْكَامِ.

[تدريب الراوي]

الثَّالِثَةُ: قَوْلُهُمْ هَذَا الْحَدِيثُ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ، أَوْ لَا أَصْلَ لَهُ.

قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: مَعْنَاهُ: لَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ.

(وَإِذَا أَرَدْتَ رِوَايَةَ الضَّعِيفِ بِغَيْرِ إِسْنَادٍ، فَلَا تَقُلْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – كَذَا، وَمَا أَشْبَهَهُ مِنْ صِيَغِ الْجَزْمِ) بِأَنَّ رَسُولَ اللَّهِ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – قَالَهُ، (بَلْ قُلْ: رُوِيَ) عَنْهُ (كَذَا، أَوْ بَلَغَنَا) عَنْهُ (كَذَا، أَوْ وَرَدَ) عَنْهُ (، أَوْ جَاءَ) عَنْهُ كَذَا (، أَوْ نُقِلَ) عَنْهُ كَذَا (، وَمَا أَشْبَهَهُ) مِنْ صِيَغِ التَّمْرِيضِ، كَرَوَى بَعْضُهُمْ، (وَكَذَا) تَقُولُ فِي (مَا تَشُكُّ فِي صِحَّتِهِ) ، وَضَعْفِهِ، أَمَّا الصَّحِيحُ فَاذْكُرْهُ بِصِيغَةِ الْجَزْمِ، وَيَقْبُحُ فِيهِ صِيغَةُ التَّمْرِيضِ، كَمَا يَقْبُحُ فِي الضَّعِيفِ صِيغَةُ الْجَزْمِ.

[شروط العمل بالأحاديث الضعيفة]

(وَيَجُوزُ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيثِ وَغَيْرِهِمُ التَّسَاهُلُ فِي الْأَسَانِيدِ) الضَّعِيفَةِ (وَرِوَايَةُ مَا سِوَى الْمَوْضُوعِ مِنَ الضَّعِيفِ وَالْعَمَلُ بِهِ مِنْ غَيْرِ بَيَانِ

ابن حجر مکی لکھتا ہے:

قد اتفق العلماء على جواز العمل بالحديث فى فضائل الاعمال ،لانه ان كان صحيحاً فى نفس الامر، فقد اعطى حقه، والا لم يترتب على العمل به مفسدة تحليل ولاتحريم.

فضائل اعمال میں (ضعیف) حدیث پر عمل کے متعلق علماء کا اتفاق ہے

اگر وہ واقعا صحیح تھی تو اس کا حق اس کو مل گیا، ورنہ اس پر عمل کرنے سے نہ تو حرام حلال ہوا نہ حلال حرام

الاجوبة الفاضلة ص43

ابن حجر عسقلانی لکھتا ہے :

وقد ثبت عن الإمام أحمد وغيره من الأئمة أنهم قالوا: إذا روينا في الحلال والحرام شددنا وإذا روينا في الفضائل ونحوها تساهلنا.

بے شک یہ بات احمد بن حنبل وغیرہ ائمہ سے ثابت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ جب ہم حلال و حرام کے متعلق روایت کرتے ہیں تو اس میں سختی برتے ہیں اور جب فضائل کے متعلق روایت کرتے ہیں تو چشم پوشی سے کام لیتے ہیں ۔

القول المسدد في مسند أحمد ص20

http://shiaonlinelibrary.com/%D8%A7%D9%84%D9%83%D8%AA%D8%A8/2242_%D8%A7%D9%84%D9%82%D9%88%D9%84-%D8%A7%D9%84%D9%85%D8%B3%D8%AF%D8%AF-%D9%81%D9%8A-%D9%85%D8%B3%D9%86%D8%AF-%D8%A3%D8%AD%D9%85%D8%AF-%D8%A3%D8%AD%D9%85%D8%AF-%D8%A8%D9%86-%D8%B9%D9%84%D9%8A-%D8%A8%D9%86-%D8%AD%D8%AC%D8%B1/%D8%A7%D9%84%D8%B5%D9%81%D8%AD%D8%A9_17

سخاوی نے عبدالرحمن بن مہدی کا قول نقل کیا ہے :

إذا روينا عن النبي صلى الله عليه وسلم في الحلال والحرام والأحكام شددنا في الأسانيد وانتقدنا في الرجال، وإذا روينا في الفضائل والثواب والعقاب سهلنا في الأسانيد وتسامحنا في الرجال.

جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم سے حلال و حرام کے متعلق روایت کرتے ہیں تو اسناد میں شدت سے کام لیتے ہیں اور راویوں کی خوب جانچ پڑتال کرتے ہیں ،اور جب فضائل اور ثواب و عقاب کے متعلق روایت کرتے ہیں تو اسناد میں آسانی اور راویوں سے چشم پوشی کرتے ہیں

فتح المغيث ج 1 ص267

https://islamweb.net/ar/library/index.php?page=bookcontents&ID=84&bk_no=82&idfrom=89&idto=89

اس اصول سے بھی یہ روایات قابل قبول ہیں۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان روایات میں حلال و حرام تو دور فضائل اعمال کا بھی ذکر نہیں فقط تاریخی واقعہ کا ذکر ہے تو پھر اہل سنت میں چھپے ناصبیوں کو ان سے اتنی تکلیف کیوں ہوئی کہ صفحات کے صفحات اس تاریخی واقعہ کو رد کرنے میں صرف کرنے پڑے؟ بغض امیرالمومنین علیہ السلام کے سوا ہمیں کوئی اور وجہ نظر نہیں آتی ۔

نواصب کو جب کوئی راہ فرار نہیں ملتی تو کہتے ہیں اس وقت کعبہ میں پیدا ہونا کوئی فضیلت نہیں کیونکہ وہ بت خانہ تھا۔

ان عقل کے اندھے ناصبیوں کی رسوائی کہ لیے یہی کافی ہے کہ بیت اللہ الحرام ہمیشہ سے ہی اللہ عزوجل کا حرمت والا گھر تھا اگر اس کی فتح مکہ سے پہلے کوئی حرمت نہ ہوتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم کبھی بھی اس کے عمرہ کا قصد نہ کرتے نہ اللہ سبحانہ تعالی اس کی طرف رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔

ایک ویڈیو میں میکی ماؤس (معروف مکی حجازی) کو یہ کہتے ہوئے بھی سنا کہ، کعبہ میں ولادت سے مراد مکہ میں ولادت ہے کیونکہ پورا شہر مکہ ہی حرم ہے اس احمقانہ اعتراض کا کیا جواب دیا جائے، اگر حقیقت وہی ہے جو اس نے کہا تو سوال یہ ہے کہ کیا اہل مکہ سب کے سب مکہ سے باہر پیدا ہوتے تھے؟

وہ تمام اشکال تھے جو ناصبیوں کی طرف سے ہوتے ہیں جن کے جوابات الحمدللہ مکمل ہوے.

خلاصہ یہ کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں ہونا ہمارے یہاں تواتر سے ثابت ہے

کتب اہل سنت بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

مؤرخین ، محدثین، ائمہ و علماء اہل سنت کی بڑی تعداد نے آپ علیہ السلام کی ولادت با سعادت کا بیت اللہ میں ہونا تسلیم کیا ہے۔

گنجی شافعی نے با سند صحیح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ و سلم سے آپ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ نقل کیا، دیگر محدثین نے دیگر صحابہ و تابعین سے بھی روایت کیا ہے۔

حاکم و ذہبی نے آپ علیہ السلام کی ولادت کعبہ میں ہونا تواتر سے تسلیم کیا ہے۔

جبکہ ابن حزام کے متعلق کوئی صحیح حدیث نہ صحابی سے نہ ہی تابعی سے اور نا ہی تبع تابعی سے نقل ہوئی ہے بلکہ بہت بعد کے علما نے بغیر سند کے نقل کیا جوکہ غیر قابل احتجاج و مردود ہے ۔